ذکرِ صلِّ علیٰ
قمرُ الدین خاکی القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز الدین خاکی القادری

ناشر

تنظیم استحکامِ نعت کراچی

قادری ہاؤس ۶۲۰، ۳۳/بی کورنگی نمبر ۲½ کراچی

فون:- ۵۰۶۳۰۸۹

کتاب کا نام ___ ذکرِ صلِ علیٰ

مصنف ___ عزیز الدین خاکی القادری

حسبِ فرمائش - مرزا منیر بیگ صاحب

تعداد ___ گیارہ سو (۱۱۰۰)

تصحیحِ کتابت - محمد یامین وارثی

خوشنویس ___ محمد طارق خان

زیرِ اہتمام ___ انجمن ترقیِ نعت (ٹرسٹ) پاکستان

تاریخ اشاعت ___ ۵ جولائی ۱۹۹۴ء

بتعاون ___ حضرت حسانؓ حمد و نعت بک بینک، پاکستان

ھدیہ ___ ۱۶۰ روپے۔

تقسیم کار

- وارثی بک ہاؤس لانڈھی نمبر ۶ کراچی
- علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
- مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی
- ممتاز پبلشرز اردو بازار کراچی
- دار العلوم احسن البرکات ہوم اسٹیڈ ہال (حیدر آباد سندھ)

مطبوعہ: ایجوکیشنل پریس کراچی

"انتساب"

اِس نعتیہ مجموعۂ کلام کو میں اپنے دادا
(مَرحُوم و مغفور)
حضرت شیخ شمس الدین اکبر آبادی
سے منسوب کرتا ہوں جن کی روحانی تربیت اور
دعاؤں کے طفیل میں نعت خوانی اور نعت گوئی
کی طرف مائل ہوا۔

عزیز الدین خاکی القادری

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

تعارفی قطعہ

نعت خواں پہلے ہوں میں اور نعت گو ہوں بعد میں
میں عزیز الدین خاکیؔ ہوں ثناء خوانِ رسول
اِک تمنّا قلبِ مُضطر میں ازل سے ہے نہاں
رحمتِ کونین کے قدموں کی کہلاؤں میں دُھول

خاکیؔ

ترتیب

حسین آئینۂ تاریخ

۱۴۱۵ھ

"تخلیقِ ادب گاہ عزیز الدین خاکی"

۱۹۹۴ء

ہو مبارک عزیز خاکی کو — اُن کی تخلیق آب و تابِ سخن
یہ ثنا خوانِ سرورِ ذیشاں — لے کے آئے ہیں انتخابِ سخن
جب سُنا نامِ ذکرِ صلِّ علیٰ — بڑھ گیا دل میں اضطرابِ سخن
اس کی ہر نعت وجد آگیں ہے — روح افزا ہے رعب دابِ سخن
سر پہ رکھیں گے اس کو اہلِ ولا — ہے یہ اِک سعیِ کامیابِ سخن
پڑھئے با ذوق و شوق اس کا کلام — پائیں گے بالیقیں ثوابِ سخن
کیوں نہ روشن ہو اس سے ارضِ ادب — ہے یہ مجموعہ آفتابِ سخن

کہئے تاریخ اس کی اے صابر
ذکرِ صلِّ علیٰ نصابِ سخن

۱۹۹۴ء

صابر براری

تعارف

نعتِ رسولؐ، آنکھوں کا نور، دلوں کا سرور اور روحِ انسانی کے لئے نورٌ علیٰ نور ہے۔ بلاشبہ یہ روح کی غذا، عشاقانِ رسول کے دل کی صدا، ہر دور کا نغمۂ جانفزا۔ غرضیکہ ہر زمانہ اس کا زمانہ اور ہر دور نعتِ پاک کے نغموں سے معمور و مسرور ہے۔

بخت کے یاور ہیں وہ لوگ جو اس ۱۴ سو سالہ نعت و سعادت کے سفر میں خوشبوئیں بکھیر رہے ہیں۔ نعت خوانی اور نعت گوئی بایقین دو مختلف شعبے ہیں جن کے مختلف اصول و ضوابط ہیں مگر ان دونوں میں جو ربطِ خاص ہے اس میں کوئی کلام نہیں۔

ہمارے مشاہدے میں ایسے بہت سے معتبر نعت گو شعراء کا احوال موجود ہے، جو بنیادی طور سے نعت خوانوں کی صف میں شامل تھے، مگر اسے اللہ تعالیٰ کا کرم جانیئے، یا رسول اللہ کی محبت کا صلہ کہیئے یا پھر اُن نعت خوانوں کی محنت کا ثمرہ سمجھئے کہ وہ آج اُفقِ نعت پر کہکشاں کی مانند نعت گو شعراء کے حوالے سے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں۔ ایک زمانہ ان نعت گو شعراء کے وجدان و عرفان، فیضان و احسان سے سیراب ہو رہا ہے۔

کراچی کی نعتیہ فضا میں یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ اس میں نئے اور نوجوان نعت کہنے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض نوجوان تو اپنی عمر اور تجربے سے بھی کہیں بڑھ کر ایسے تازہ اور توانا لہجے میں نعتیں کہہ رہے ہیں جس کا اعتراف نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان کے نعتیہ حلقوں میں بھی کیا جا رہا ہے۔

عزیز الدین خاکی قادری کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے نعت خوانی کے ذریعہ اپنی نعت گوئی کے تابناک سفر کا آغاز کیا اور وہ آج عوام الناس میں نعت خواں اور نعت گو کے حوالے سے بہت مشہور ہیں۔

عزیز الدین خاکی قادری کا پیدائشی نام شیخ محمد عزیز الدین ہے۔ شاعری میں خاکی تخلص ہے۔ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو پکا قلعہ حیدرآباد (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور اور ثانوی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔

۱۹۸۰ء میں عزیز الدین خاکی کی نعت خوانی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ نعت خوانی میں ان کی سب سے پہلے محرک ان کی والدہ صاحبہ اور ماموں محمد بخش (نعت خواں) تھے۔ ان کے علاوہ مشہور نعت خواں مرزا یٰسین بیگ سے بھی رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ والد بزرگوار اور برادرِ مکرم بھی گھر میں نہایت عقیدت و احترام سے محافلِ میلاد منعقد کراتے تھے جسکی وجہ سے اُن کے شوق کو جلا ملتی

رہی۔ انہوں نے سب سے پہلی نعت اپنے گھر میں پڑھی اور یہی ان کی نعت خوانی کا آغاز ہے۔
ان کی ابتدائی نعت سکندر لکھنوی (مرحوم) کی یہ مشہور زمانہ نعت تھی۔

میرے دل میں ہے یادِ محمدؐ، میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ

اس نعت کے بعد ان کی نعت خوانی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ قمر الدین انجم کی سرپرستی میں ہونے والی مستقل محفلِ نعت آرام باغ کراچی میں پابندی سے شرکت کرنے لگے۔ اور یہیں سے یہ نعتیہ حلقوں میں متعارف ہوتے رہے۔

عزیز الدین خاکی نے اپنی نعت خوانی کے ساتھ ساتھ ابتداء میں مضمون نگاری پر بھی توجہ دی۔ اس میں بھی وہ کامیاب رہے کیونکہ ان کے متعدد مضامین اہم موضوعات پر مختلف اخبارات ورسائل کی زینت بنتے رہے۔ بعدازاں پھر ان کی فکر کا محور صرف فروغِ نعت کیلئے مرتکز ہوگیا۔

نعتیہ آڈیو کیسٹ

خوبصورت اور مترنم آواز قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ خاکی اس دولتِ خاص سے بہرہ ور ہیں۔ اور اسے برتنے کا سلیقہ بھی خوب جانتے ہیں۔ انھوں نے اپنی آواز کا مصرف صرف ثنائے سرکار صلے اللہ علیہ وسلم بنالیا ہے۔ انھوں نے محافلِ نعت میں شرکت کے علاوہ اپنی خوبصورت اور پُر اثر آواز کو نعتیہ آڈیو کیسٹوں میں بھی محفوظ کردیا ہے۔ انوارِ مدینہ، ذکرِ صلِّ علیٰ، مدینے کی حسرت، اور مدینے کے جلوے، یہ چار نعتیہ آڈیو کیسٹ ان کی آواز میں اب تک ریلیز ہو چکے ہیں۔

نعتیہ انتخاب

فروغِ نعت خوانی میں مختلف "نعتیہ منتخبات" کو بھی حد درجہ اہمیت حاصل ہے۔ اس حقیقت سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا کہ صرف وہ ہی نعتیہ انتخاب مقبولِ عام ہوئے ہیں جنھیں عوامی انداز سے ترتیب دیا گیا۔

عزیز الدین خاکی بھی بنیادی طور پر نعت خوانوں کی صف میں شامل ہیں۔ انھوں نے اپنے تجربے اور عوام الناس کی پسند کو ملحوظ رکھتے ہوئے "نعتیہ انتخاب" ترتیب دیئے جو بہت مقبول ہوئے۔

انوارِ مدینہ — یہ ان کا مرتب کردہ پہلا نعتیہ انتخاب ہے جسے پاکٹ سائز میں ۱۹۸۸ء میں شائع کیا گیا جبکہ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں طبع ہوا۔

نورالہدیٰ — یہ دوسرا نعتیہ انتخاب ہے جسے ۱۹۹۱ء میں شائع کیا گیا۔ اسے بھی جیبی سائز میں طبع کیا گیا تھا۔ ان دونوں نعتیہ انتخاب میں جو قدر مشترک ہے وہ ان دونوں کا مقبولِ عام ہونا ہے۔ انھیں بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

مناقبِ اولیاءؒ — جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ اولیائے کرام کی مناقب پر مشتمل جداگانہ انتخاب ہے جس میں نعت خواں حضرات کی ضرورتوں کو مدِ نظر

رکھتے ہوئے مناقب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پاکٹ سائز میں یہ انتخاب ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔
عزیزالدین خاکیؔ کی تمام کتابیں "تنظیم استحکام نعت کراچی۔ قادری ہاؤس، ۳۳/۶۲۰ بی کورنگی نمبر ۲/۱-۲ کراچی نمبر ۳۱ کے تعاون سے شائع ہوئی ہیں جنھیں مختلف اداروں نے بھی شائع کیا ہے۔
سابقہ سطور میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ عزیزالدین خاکیؔ بنیادی اعتبار سے نعت خوانوں کے زمرے میں شامل ہیں اور وہ اپنی نعت خوانی کے زمانے کو فخریہ بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ سرکارِ دو عالم کی نعت خوانی کے توسط سے مجھے "نعت گوئی" کا قرینہ آیا ہے۔

خاکیؔ کی نعت گوئی

۱۹۸۶ء سے عزیزالدین خاکیؔ نے اپنی نعتیہ شاعری کی ابتدا کی۔ نعت گوئی میں نوجوان نعت گو محترم محمد یامین وارثی[1] ان کے "اصلاح کار" ہیں۔ روایتی انداز میں خوبصورت شعر کہتے ہیں، بحریں عموماً چھوٹی اور مترنم ہوتی ہیں۔ مشکل پسندی اور فی زمانہ جدت طرازی سے گریز کرتے ہیں۔ وہ اپنا مافی الضمیر سادگی سے بیان کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری عوامی حلقوں میں فروغ پا رہی ہے۔ ان کی کہی اور از خود پڑھی نعتیں نعت خواں حضرات ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔
خاکیؔ کی شہرت اور مقبولیت کا ایک راز ان کے پڑھنے کا خوبصورت انداز ہے۔ وہ اپنی ہر نعت کو نہایت دلنشیں انداز سے پڑھتے ہیں، ایک تو ان کا کلام عام فہم ہوتا ہے اور پھر اُن کی جاندار طرز اسے دو آتشہ بنا دیتی ہے۔
عزیزالدین خاکیؔ نے سب سے پہلے جو نعت کہی اس کے اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

رب کا پیغام لانے والا ہے
سب کے دل میں سمانے والا ہے
جن نگاہوں کو دیدِ حضرت ہو
اُن میں پھر کیا سمانے والا ہے

---

[1] احقر کے مرتب کردہ تذکرے "کراچی کے نعت گو" میں بھی محترم یامین وارثی کا ذکر موجود ہے۔ اس تذکرے کی قسط اوّل مجلہ اوج لاہور "نعت نمبر" ۹۳ء اور مجلہ "لیلۃ النعت" کراچی/ ۹۴ء میں بھی اختصار کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایک مضمون یامین وارثی کی "نعتیہ خدمات" کے حوالے سے رقم کر چکا ہوں۔ یامین وارثی کا نعتیہ مجموعہ "منبعِ انوار" کے نام سے دسمبر ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ آج کل "امی لقب" کے نام سے اپنا نیا کلام نعتیہ بھی ترتیب دے رہے ہیں
راقم الحروف۔ شہزاد

یہ نعت جس وقت کہی گئی تھی۔ اسے شاید قبولیت وسعادت کی گھڑی کہتے ہیں، کیونکہ پھر اس کے بعد خاکیؔ اس سعادت سے مسلسل ہمکنار رہنے لگے۔ بتوفیقِ خداوندیؐ و بتائیدِ مصطفویؐ اس خزانے میں ایسا بیش بہا اضافہ ہوا کہ وہ اب ماشاءاللہ صاحبِ دیوان نعت گو شعراء کی صف میں شامل ہیں۔

یوں تو ان کی بہت سی نعتیں قبولِ عام حاصل کر چکی ہیں مگر ان کی کہی ہوئی ایک نعت تو بہت مقبول ہوئی ہے اور یہی نعت ان کی وجۂ شہرت بن گئی ہے۔ خاص طور سے اس نعت کا مطلع تو بہت عام ہے۔

سرکار اپنا روضۃ النور دکھائیے
ہم درد کے ماروں کو بھی طیبہ بُلائیے

اس کے علاوہ بھی ان کی دیگر نعتیں قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔ صرف چند نعتوں کے مطلعے پیش خدمت ہیں

یا نبی چشمِ کرم فرمائیے
اپنے روضے پر ہمیں بُلوائیے

درِ سرکار پر جو جا رہے ہیں
وہ اپنے بخت کو چمکا رہے ہیں

یہ مجھ پر بھی ہے احسان محمدؐ
کہ میں بھی ہوں ثنا خوانِ محمدؐ

خاکیؔ کی نعتیہ شاعری اُن کی عمر کے ساتھ ساتھ پروان چڑھ رہی ہے۔ اگر یہی مشقِ نعت جاری رہی تو یقیناً ایک وقت وہ بھی آئے گا جب ان کا شمار پختہ کار نعت کہنے والوں میں ہونے لگے گا

ذکرِ خیر الوریٰ

یہ عزیز الدین خاکیؔ کا پہلا نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔ جسے مولانا محمد اکبر وارثی اکادمی، وارثی بک ہاؤس اللہ والی مارکیٹ لانڈھی نمبر ۶ کراچی نے شائع کیا تھا۔ اس کے صفحات ۶۴ سائز ۱۶ ÷ ۳۰×۲۰ اور سالِ اشاعت ستمبر ۱۹۹۰ء ہے۔

ذکرِ صلِّ علیٰ

یہ خاکیؔ کا دوسرا کلام نعتیہ ہے جس میں نئی کہی گئی نعتیں اور ذکرِ خیر الوریٰ کا بھی تمام کلام شامل ہے۔ یہ بڑے سائز ۱۶ ÷ ۳۶×۲۳ میں ہے۔ اسے بڑے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے اس کا سالِ اشاعت ۱۹۹۴ء ہے۔

اہم بات

مجلہ اوج لاہور کے "نعت نمبر" جلد اول جس میں "نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ" کے عنوان سے ایک حسین بزم سجائی گئی ہے جس میں وطنِ عزیز کے انتہائی مقبول و مقتدر نعت گو شعراء شامل ہیں متذکرہ عنوان کے حوالے سے اس پہلی جلد کا اختتام عزیز الدین خاکی کے قلمی مذاکرے پر ہوا۔

انعامات و اعزازات

خاکی بہت خوش نصیب نعت خواں و نعت گو ہیں۔ ہر جگہ اس سعادت کے طفیل اُن کی پذیرائی ہو رہی ہے۔ ان کی نعت خوانی کے اعتراف میں مختلف انجمنوں اور اداروں نے انھیں انعامات و اعزازات سے نوازا ہے۔ اس کی تفصیل ملاحظہ کیجیے

۱۔ کلیاں پبلیکیشنز نے ۱۹۸۷ء میں "سال کا بہترین نعت خواں" کے حوالے سے ایوارڈ دیا۔
۲۔ انجمن خادمانِ چشت اہلِ بہشت گارڈن کراچی نے بھی بہترین نعت خواں کے ضمن میں شیلڈ دی۔
۳۔ آل پاکستان محبانِ رسولؐ میلاد کمیٹی نمبر ۲ کراچی نے "حضرت محمدؐ مصطفےٰ ایوارڈ" ۱۹۹۳ء میں دیا۔
۴۔ المدینہ نعت سینٹر کراچی کی جانب سے "صدیقِ اکبر ایوارڈ" ۱۹۹۲ء میں دیا گیا۔
۵۔ حیدرآباد نعت کونسل کی جانب سے "بلبلِ گلستانِ رسولؐ" کا خطاب ملا۔
۶۔ اکبر وارثی اکادمی کی جانب سے ۱۹۹۳ء میں تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی۔

یہ سعادت کے سفر کا آغاز ہے۔ ابھی عزیز الدین خاکی نے شعبۂ نعت میں گرانقدر خدمات انجام دینی ہیں۔ انھیں روایتی شاعری کے علاوہ جدید نعتیہ رجحانات و عصری تقاضوں سے بھی کسبِ فیض حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ "عصرِ حاضر کی نعتیہ شاعری" اپنے تنوع میں جمالِ رسولؐ و سیرتِ مصطفےٰ کے علاوہ اُمت کی زبوں حالی اور انتہائی بگڑے معاشرے کی تصویر کشی بھی کرتی ہے۔

شہزاد احمد
ایڈیٹر ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی
مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک

؎ مجلہ اوج لاہور کے دونوں نعت نمبر" ۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور نے شائع کئے ہیں۔ ان دونوں نعت نمبروں کو اب تک شائع ہونے والے تمام تر "نعتیہ ادب" میں ایک تاریخی مقام حاصل ہے۔ بالیقین اس کے مدیر اعلیٰ پروفیسر آفتاب احمد نقوی نے یہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس مثالی اور اہم "نعتیہ سرمایہ" کو صرف تائیدِ ربانی کے زمرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ شہزاد

نعت گوئی کی سعادت

ذکرِ صلِ علیٰ کے مسودے کا ایک جُز منظرِ نواز ہوا۔ یہ نعتیہ مجموعہ جناب عزیز الدین خاکی القادری کے زیرِ طباعت دیوان کا ایک حصّہ ہے۔ سب سے پہلے تو خاکی صاحب کی اس سعادت پر مسرت کا اظہار لازم آتا ہے کہ ربِ کریم نے ایک طرف تو انھیں نعت گوئی کا شعور بخشا اور دوسری طرف اس کی اشاعت کا حوصلہ بھی ودیعت فرمایا۔

نعت گوئی دراصل شاعری کی بڑی پاکیزہ اور منفرد صنف ہے اور وہ لوگ یقیناً قابلِ مبارکباد ہیں جنھیں یہ پاکیزگی اور انفرادیت نصیب ہوئی ہے۔ خاکی صاحب قادری سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں اور صاحبِ نسبت ہونے کے سبب قلبِ گداز کے مالک ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں نہ کسی قسم کا تکلف ہے نہ نمائش کے آثار۔ وہ سادہ مزاج، سادہ گو اور اپنے ممدوح سے اخلاص و محبت کے جذبات رکھتے ہیں۔ نعت کی ضرورت بھی یہی ہے۔ وہ عام شاعری کی طرح مبالغے اور نادرہ کاری کے عیوب میں ملوث نہیں ہوتی اور سچا مدحت گزار صرف آقا سے اپنی غلامانہ وابستگی پر نازاں نظر آتا ہے اور دل کی زبان اور سچے لب و لہجے میں یا تو اپنے ممدوح کی ثنا کرتا ہے یا اپنی غلامی کو مستند کرتا نظر آتا ہے۔

میں نے خاکی صاحب کے یہاں یہی سادگی اور سچائی پائی۔ ان کی نعتوں میں تاثیر ہے۔ اس کا سبب جذبے کی سچائی اور بیان کی سادگی ہے۔

خاکی صاحب کے یہاں ایک اور بات پائی جاتی ہے کہ وہ نظم نگاری کی بڑی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کی نظم "عشقِ رسول" اس کا بیّن ثبوت ہے جس کا ہر مصرعہ چست اور برجستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذوقِ نعت کو جِلا بخشے، حُبِّ رسول میں اضافہ کرے اور ان کے سُخن کو معیارِ سخن عطا فرمائے۔

آمین

غلامِ غلامانِ خیر الانام
حنیف احمد اسعدی
۸، جون ۱۹۹۴ء

عقیدت کی سوغات

اہلِ عشق کی حقیقی عبادت خواجۂ کونین محبوبِ ربُّ المشرقین والمغربین کے محامد بیان کرنا اور انہی میں محو رہنا ہے وہ ذاتِ پاک جس نے اپنا تعارف ھُوَالاوّل وَالآخر وَالظاھر وَالباطن کے واضح ترین لفظوں میں کیا ہے۔ وہی ذاتِ پاک جس نے تمام خوبیوں کو خود سے منسوب فرمالیا ہے۔

اَلحمدُلِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین۔ لیکن اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو "خوبیوں والا" محمّد کے اسمِ گرامی سے متعارف فرما کر "شرکِ جلی وخفی" کے تمام اندیشوں، دغدغوں اور تشکیک کی اُلجھنوں کو یکسر نیست ونابود بھی فرمادیا ہے۔

اصنافِ سخن میں نعت شریف وہ صنفِ سخن ہے جس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اہلِ نظر اور اہلِ خبر سخن طرازوں کے قدم ہمیشہ لرزتے رہے ہیں۔ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محامد بیان کرنا ہر چند کہ انسان کے بس کا کام نہیں ہے البتہ اردو زبان میں نعتیں عرض کرنے والے محترم شعراء نے عارفانِ حق کا مسلک اختیار کرکے اس قدر آگے بڑھ کر نعت گوئی کی ہے کہ بلا استثناء دنیا کی کسی زبان میں ایسی مالا مال نعت نہیں ملتی۔

عرفا کا کہنا ہے کہ نعت گوئی کے لئے صاحبِ علم وعمل ہونا اس لئے ضروری ہے کہ کتاب وسنّت کے علم کے بقدر ہی آقا ومولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اعلیٰ العلاشان عشرِ عشیر ہی بیان کی جاسکتی ہے جبکہ صاحبِ عمل وہی ہوتا ہے جسے اپنے ممدوح سے عشق ہو۔ اکابرینِ علم نے اہلِ عشق کی یہچان یہ بتائی ہے کہ اپنے محبوب کے اعمال واقوال کے سانچے میں خود کو ڈھال لیتے ہیں۔ اُنھیں صرف وہی پسند ہوتا ہے جو اُن کے محبوب کو پسند ہو اور اسے جو کچھ پسند نہ ہو عشاق بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کے محبوب نے جو حکم دیا ہو اس کی تعمیل میں وہ جان بھی نذر کر سکتے ہیں۔

نعت کے خزانے میں، نعت گو غیر مسلم شعراء کے اَن گنت بیش بہا لعل وگوہر موجود ہیں۔ اسی طور پر مسلمان کہلانے والے نعت گو شعراء نے بھی اپنی گوہر بیزی اور جواھر ریزی سے اس خزانے کو بھرنے میں حتی الامکان کسر نہیں چھوڑی ہے اور پاکستان میں تو ہزار خرابیوں کے باوجود اُن شاعروں نے بھی نعت گوئی شروع کردی ہے جو اپنی شہرت کی اس خالی سمت میں بھی اپنے نام کی چھاپ پہنچانا چاہتے ہیں اور اپنا شاعرانہ کمال دکھانے کے لئے جس طرح سیکولر ذہن والے شعراء نے مرثیہ گوئی شروع کردی ہے بالکل اسی ڈگر پر اور آگے بڑھنے کیلئے وہ نعتیں بھی کہہ رہے ہیں۔ ہر چند کہ اُن نعتوں میں ایک آدھ شعر ہی ایسا ہوتا ہے جو سرورِ کون ومکاں علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذاتِ اقدس کے علاوہ کسی اور ذاتِ متنفس پر صادق نہیں آسکتا ہو۔

اِن نعتوں میں بکثرت ایسی نعتیں ہمیں ملتی ہیں جو نعت شریف کے علاوہ اور سب کچھ ہوتی ہیں۔

میرے زیرِ نظر اس وقت عزیز الدین خاکی صاحب کی نعتوں کا مجموعہ "ذکرِ صلِّ علیٰ" ہے جس میں ایک حمد، چالیس نعتیہ کلام، ایک نظم "ماہِ صیام" تین عدد سلام اور پانچ مناقب شامل ہیں۔

نعت گوئی میں حُسنِ خیال، پروازِ فکر، علمی نکات، عارفانہ اسرار ورموز کے ساتھ استعاروں، تشبیہوں تلمیحوں کی کرشمہ کاریاں، صنائع بدائع کی جزرسی کا اہتمام نعت گو محترم شعراء کے ہاں بکثرت ملتا ہے۔

لیکن نعت گوئی میں بلاغتِ کلام اور صنعتِ سہلِ ممتنع کی تین مثالیں ہمارے سامنے ایسی ہیں جن کی نظیر دنیائے نعت گوئی میں اب تک سامنے نہیں آئی ہے۔ بلاغتِ کلام کی زندہ کرامت حضرت علامہ میکش اکبرآبادی کا یہ شعر ہے۔

یارب پھر ایک بار غریبوں پہ مرحمت ۔ مدت ہوئی زیارتِ انساں کئے ہوئے

اور سہلِ ممتنع کے فقید المثال دو شعروں میں پہلا شعر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ۔ یعنی محبوب و مُحب میں نہیں میرا تیرا

دوسرا شعر حضرت بابا یوسف شاہ تاجی کے سپوت حضرت محمد طاسین فاروقی المعروف بابا ذہین شاہ تاجی کی نعت گوئی کے کمالِ فن کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

خوش رہیں تیرے دیکھنے والے ۔ ورنہ کس نے خدا کو دیکھا ہے

نعت کسی نے بھی کہی ہو، کیسی بھی کہی ہو، نعت پھر بھی نعت ہے بشرطیکہ اس کا ہر شعر اگر مجرداً پڑھا جائے تو صرف اور صرف سرکارِ دوعالم علیہ التحیۃ والثنا کی شان میں ہی معلوم ہو اور اسے پڑھ کر یا سُن کر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی شخصیت سخن فہمی کی اسکرین پر نظر نہ آنے پائے۔ یہاں جگہ نہیں ہے کہ ایسے اشعار پیش کئے جائیں ورنہ آج کل کے معروف شعراء نعتیہ مشاعروں میں ایسی نعتیں بڑے ٹھاٹھ سے پڑھ رہے ہیں جنھیں بزعمِ خود انھوں نے نعت کے اشعار سمجھ لیا ہے ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اُن پر "معنی الشعر فی بطن الشاعر" کی مثل صادق آتی ہے۔

عزیزالدین خاکی صاحب سیدھے سیدھے شعر کہتے ہیں۔ وہ اپنی عرض کی ہوئی نعت کو شعر گوئی کے لوازم سے آراستہ و پیراستہ رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ محبت کرنے والے ایک بھولے بھالے، سادہ لوح عقیدت گزار کی طرح وہ اپنے دل کی بات بیان کر دیتے ہیں۔ عزیزالدین خاکی دراصل ایک مقبول نعت خواں ہیں۔ ہزاروں کے مجمع میں وہ اپنی خوش الحانی کی داد سمیٹتے ہیں اور عوامی مجمعوں میں چونکہ ہلکے پھلکے مضامین کی نعتیں اور منقبتیں داد پاتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اسی وجہ سے اُن کی نعت گوئی کا مزاج عوامی پسند کی بنیاد پر تعمیر ہوا ہے۔ دیکھئے کیسی سچی بات کس قدر سہل لہجے میں وہ کہتے۔

جب بھی گھبراؤ نام لو اُن کا ۔ نام یہ کام آنے والا ہے
خوف اس کو نہیں جہنم کا ۔ گُن جو حضرت کے گانے والا ہے

یا

فرمانِ کبریا کے بموجب ابد تلک ۔ لازم ہے مومنوں پہ اطاعت رسُول کی
خاکیؔ ہے بارگاہِ خدا میں یہی دُعا ۔ ہر ایک کو نصیب ہو چاہت رسُول کی

افرادِ اُمت کی بے راہ روی اور فرقہ بازی کے مشاغل میں مبتلا لوگوں کو دیکھ کر وہ کُلستے نہیں ہیں بلکہ ان کو یہ اطمینان اور یقین ہے کہ۔

بے راہروی و فرقہ پرستی کے باوجود ۔ ہے آج بھی دلوں پہ محبت رسُول کی

کاش خاکی صاحب نے دوسرے مصرع میں "ہے آج بھی" کی جگہ "بڑھتی ہی جارہی ہے" کہا ہوتا مگر یہ بات شاید مشاہدے، تجربے، ادراک اور خبر و نظر کی ہے۔

اب ذرا اُن کی "غیر متزلزل محبت" ان کی پیاری پیاری کیفیتِ یقین، ان کو محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عطا کردہ اطمینانِ قلب کے مبارک اظہار کو دیکھئے اور آمین کہے جائیے۔

مرے آقا، مرے مولا، مرے حاجت روا تم ہو ۔۔۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے میرے دل کا مدعا تم ہو
تہی دستوں، غریبوں، بے نواؤں، بے سہاروں کا ۔۔۔ سرِ محشر خدا کے سامنے اک آسرا تم ہو

جہاں میں نور پھیلانے حبیبِ کبریا آئے ۔۔۔ مرادِ دین و دنیا، شافعِ روزِ جزا آئے
کسی کا کوئی بھی پرساں نہ تھا اس دشتِ ہستی میں ۔۔۔ غریبوں اور یتیموں کا وہ بن کر آسرا آئے

عاشقانہ بے نیازی کا ولولہ انگیز اظہار وہ بڑے اعتماد اور یقین کے ساتھ کرتے ہیں۔

لعل و گوہر، جواہر کا میں کیا کروں ۔۔۔ دوستو میری ثروت مدینے میں ہے
زاہد و پارسا جائیں سوئے اِرم ۔۔۔ ہم غریبوں کی جنت مدینے میں ہے

سادگی میں خاکی صاحب اپنی کہی ہوئی بات پر نظرِ ثانی نہیں کر پاتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

بشر تو بشر ہیں سرِ لامکاں پر ۔۔۔ فرشتے بھی سر کو جھکائے ہوئے ہیں

مصرعِ اولیٰ میں لفظ "پر" کو سرِ لامکاں کے ساتھ لاکر کمال کر دیا ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بھی اپنا سر "لامکاں کے سر" (سرِ لامکاں) "پر" جھکائے ہوئے ہیں۔ البتہ یہ مصرعِ سرِ لامکاں کے بعد ہی ختم ہو جاتا تو شعر کے معنیٰ دو دوسرے ہو جاتے

انسانی زندگی میں حُسنِ یقین سب سے بڑی دولت ہے اور مقامِ شکر ہے کہ یہ حُسن اُن کی عقیدت میں بڑی طمانیت کے ساتھ شامل ہے۔ کہتے ہیں

مجھے خوف محشر میں ہرگز نہ ہوگا ۔۔۔ دو عالم کے داتا کو دل دے چکا ہوں

اسی نعت کے دیگر چند اشعار

جو ہے حضرتِ آمنہ کا دُلارا ۔۔۔ اُسی شاہِ والا کو دل دے چکا ہوں
جو چمکا تھا فاراں کی چوٹیوں پر ۔۔۔ اُسی نورِ اعلیٰ کو دل دے چکا ہوں

ایسے اشعار جن میں حضور اکرم صلو اعلیہ و آلہ کا اسمِ گرامی یا آپ کے شہروں کا اشارتاً بھی تذکرہ نہ ہو پھر بھی ان کی صفت یہ ہو کہ حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی مخلوقِ الٰہی پر وہ صادق نہ آسکیں ایسے اشعار بھی خزینۂ محبت سے عطا ہوئے ہیں۔

نہیں ہے مثال ان کی دونوں جہاں میں ۔۔۔ وہی سارے عالم پہ چھائے ہوئے ہیں

احترام آپ کا لازم ہے ہر اک شے کے لئے ۔۔۔ وقت کو آپ کی دہلیز پہ رُکتے دیکھا

اسی سادگی میں تلمیح کا با معنیٰ اہتمام بھی خاکی صاحب کے ہاں ملتا ہے۔

جن پہ اُن کا نامِ نامی ہے رقم ۔۔۔ بحرِ غم سے وہ سفینے پار ہیں

ایک نعت میں اُن کا یہ شعر

نعتِ پاکِ نبی کی کوئی حد نہیں کوئی سرحد نہیں — بے گماں بے کراں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

اس شعر کو پڑھتے وقت مجھے یاد (اور یہ بات میں متعدد بار لکھ چکا ہوں) آیا کہ بہت سے نعت گو اور نعتوں کے تبصرہ نگار "غلو" کا ذکر بڑے زور و شور سے کرتے ہیں۔ نعت میں غلو نہیں ہونا چاہیئے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثنا کی تعریف اتنی زیادہ نہ کردی جائے کہ اس میں زیادتی پیدا ہو جائے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حضرات خود کو اللہ سے بڑا سمجھدار کیسے سمجھنے لگے ہیں اور کوئی ایسی تحمید و توصیف کرنا ممکن سمجھتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی رفعتِ ذکر (رَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ) سے زیادہ کوئی رفعت حضور (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے بیان کر سکتے ہوں۔
جو ہرگز ممکن نہیں ہے۔

خاکی صاحب نے امرِ واقعہ کا اظہار پورے اعتماد اور حقائقِ ظاہر و باطن پر یقین کے ساتھ کیا ہے یہ کہہ کر کہ

نعت خوانی کے صلے میں یہ عطا ہو خوبی — نعتِ سرکارِ مدینہ میں فنا ہو جاؤں

تو دل سے آمین کی صدا از خود آنے لگتی ہے۔

سیّد رفیق عزیزی
۲۱، ذوالحج ۱۴۱۴ھ مطابق ۲، جون ۱۹۹۴ء

خوش نصیب نعت گو

اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میں نے آپؐ کے ذکر کو رفعت بخشی"۔ ارشادِ خداوندی کی روشنی میں دیکھئے، ذکرِ سرکارِ دو عالم کہاں نہیں ہے۔ قرآنِ پاک ذکرِ مصطفےٰؐ سے بھرا ہوا ہے۔ دُنیا کے چپّہ چپّہ میں ذکر ہو رہا ہے۔ ہر اذان میں، ہر نماز میں ذکر ہے۔ دُنیا بھر میں کروڑوں بار بہ ہر لمحہ دُرود و سلام ہے۔ جس کا ذکر خدا کرتا ہو، جس پر درود رب العالمین بھیجتا ہو اس کی رفعت کا کیا شمار؟

بندے کی کیا بساط جو حبیبِ خدا کی توصیف و مدحت بیان کرے مگر جذبۂ عشق کو کیا کہئیے کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ذریعے اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار کرتا ہے۔ یہ سلسلہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں ہی شروع ہو گیا تھا مگر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا توصیف و ثناء کا دائرہ بڑھتا گیا اور مسلسل بڑھ رہا ہے۔ ہر زبان میں نعت گوئی اور نعت خوانی ہو رہی ہے۔ اردو زبان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں سب سے زیادہ نعتیں کہی گئی ہیں اور کہی جا رہی ہیں۔ عزیز الدین خاکی اُن لوگوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کی توصیف و ثناء کے لئے چُن لیا ہے۔

عزیز الدین خاکی بڑے خوش نصیب ہیں کہ نعت گو بھی ہیں اور نعت خواں بھی۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ "ذکرِ صلِّ علیٰ" "تنظیم استحکام نعت کراچی" کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے جس میں ایک حمد، متعدد نعتیہ کلام، تین سلام اور ایک نظم بہ عنوان "ماہِ صیام" شامل کی گئی ہے۔

جہاں تک اُن کی نعتوں کا تعلق ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن کی نعتوں میں بنیادی عنصر عشقِ سرکارؐ ہے اور اسی عشق کے سبب مدینے جانے، سرکارِ دو عالم کے در پر حاضری دینے اور مدینے کو جی بھر کر دیکھنے کی حسرت اور آرزو ہے۔ خاکی صاحب کے مندرجہ ذیل اشعار میں عشقِ محمدیؐ کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔

قلب و زباں سے روز و شب آنے لگی ہے یہ صدا
خاکی بھی ایک دن ضرور اُن کے دیار جائے گا

میں مدینے کے گداؤں کا گدا ہو جاؤں
شاہِ کونین کی خاکِ کفِ پا ہو جاؤں

جو بھی دیکھے مجھے دیوانۂ سرکار کہے
ذاتِ سرکار پہ اس درجہ فدا ہو جاؤں

نعت خوانی کے صلے میں یہ عطا ہو خوبی
نعتِ سرکارِ مدینہ میں فنا ہو جاؤں

ایک رحمت کا اشارہ یا نبی — سبز گنبد کا نظارہ یا نبی
فرقتِ طیبہ میں اب یہ حال ہے — دل ہے میرا پارہ پارہ یا نبی
دُور رہ کر ہے، جو میری کیفیت — آپ پر ہے آشکارہ یا نبی

یہ اشعار گواہی دے رہے ہیں کہ عزیز الدین خاکی کے دل میں مدینۂ منورہ دیکھنے کی کیسی تڑپ ہے۔ اس تڑپ کا اندازہ اِن اشعار سے بھی لگائیے۔

رسُولِ اکرم حبیبِ داور ہمیں ہمارا اسلام پہنچے
سبھی مدینے کو جا رہے ہیں کبھی تو یہ بھی غلام پہنچے
یہ آرزو ہے زمانے بھر کی یہی تمنا ہے دل کی خاکیؔ
لبوں پہ نعتوں کے گل سجائے دیارِ خیرُ الانام پہنچے

عزیز الدین خاکیؔ نے جو نعتیں مجموعہ میں شامل کی ہیں وہ جذب و شوق سے لبریز ہیں۔ انھوں نے چھوٹی چھوٹی بحروں میں دل سے اُٹھنے والی صداؤں کو زنجیر کیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ نعت گوئی ہی اُن کی شاعری کا مرکز و محور ہے۔

بلاشبہ عزیز الدین خاکیؔ کو یہ اعزاز، یہ عزت اور یہ سعادت اُسی ربُ العزت نے بخشی ہے جس نے اپنے حبیبؐ کے ذکر کو رفعتیں عطا کیں۔ جو خود بھی اپنے حبیب پر درود و سلام بھیجتا ہے اور اپنے بندوں سے بھی کہتا ہے کہ تم بھی میرے محبوبؐ پر درود و سلام بھیجو۔

آئیے! عزیز الدین خاکیؔ کی اس دُعا میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔

رات دن خاکیؔ بے کس یہی کرتا ہے دُعا
ذکرِ سرکار میں یہ عمر بسر ہو جائے

اختر لکھنوی
ریڈیو پاکستان کراچی

تقریظ

مدحتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت وحلاوت، کیف وسُرور، فیوض وبرکات، انوار وتجلیات اور رحمت کا پوچھنا کیا ہے۔ جو سینے اس نور سے معمور ومنور کئے گئے ہیں وہ ہر اعتبار سے لائقِ رشک اور فخر ومباحات کے قابل ہیں۔

رحمت اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت اور تعظیم وتکریم بہت بڑا اعزاز اور امتِ مسلمہ کیلئے ایک ایسی خلعت ہے جس پر شاہانِ زمانہ کی شان وشوکت اور کجکلاہیاں قربان ہیں۔

دَورِ حاضر میں مدحتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرنے کی سعادت بے شمار خوش بخت شعراء کو نصیب ہورہی ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جنھیں یہ سعادت ایک تسلسل اور تواتُر کے ساتھ حاصل ہے۔ اور نغمۂ نعت اُن کی زبان وقلم سے نکل کر جہاں میں چارسو اپنی تابانیاں بکھیرنے کے ساتھ ساتھ لاکھوں قلوب واذہان میں محبتِ رسولِ کریم صلعم کی جوت جگا رہا ہے جو فی زمانہ کائنات کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اہم ضرورت بقولِ اقبالؒ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کردے

متعدد اہلِ قلم اپنی اپنی علمی وعملی استعداد کے مطابق اس ضرورت کو احسن انداز سے پورا کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ان کی ان کاوشوں اور کوششوں کا ابلاغ بھی بھرپور طریقے سے ہورہا ہے۔ "ذکرِ صلِّ علیٰ" نامی نعتیہ مجموعے کے خالق عزیزالدین خاکیؔ بھی اس مبارک ومسعود کارواں میں شامل ہیں جس کے شرکاء کی منزلِ مقصود دیارِ طیبہ اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات ہیں۔ اس کارواں میں بعض ایسے بھی ہیں جو آفتاب وماہتاب کی مانند ہیں اور بعض ایسے بھی جنھیں روشنی کی ایک کرن سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن ایک قدر ان سب میں مشترک ہے اور وہ یہ کہ ان سب کا مطلوب ومقصود اور منتہائے طلب حضورِ انورؐ ہی کی ذاتِ والاصفات ہے۔

عزیزالدین خاکیؔ نے بھی اپنی سچی محبت وعقیدت، اخلاص واحترام پاکیزہ خیالات واحساسات اور بطورِ خاص سرکارِ اقدس کے بے پایاں کرم کی بدولت اپنا نام بھی ذاتِ جمیع الصّفات کے غلاموں اور ثناء خوانوں کی انتہائی طویل فہرست میں لکھوالیا ہے۔ انھوں نے بہت کم عرصے میں اپنی سادہ وپُرکار نعتوں اور انھیں خوبصورت ڈھنگ سے پیش کرنے کے حوالے سے نعت کی دُنیا میں جیسی قبولیتِ عام حاصل کی ہے وہ کم لوگوں کا حصّہ ہے۔ ان کی نعتوں کو جدت وروایت کا امتزاج بھی کہا جاسکتا ہے اور عوام کا مزاج بھی۔ ان کی نعتیں جذب واثر سے لبریز بھی ہیں اور طہارت وپاکیزگی سے عطر بیز بھی۔ ان کی نعتوں میں خیال کی رعنائی بھی ہے اور افکار کی توانائی بھی۔ ان کی نعتیں حضور کے اوصافِ حمیدہ کا بیان بھی ہیں اور سرشاریٔ محبتِ رسولؐ کی ترجمان بھی۔ اُن کی مدح سرائی میں مہر وماہ کی تابانیاں بھی ہیں اور عشقِ نبیؐ کی گل افشانیاں بھی۔ ان کی نعتیں

سکینتِ قلب کا اظہار بھی ہیں اور دوریٔ مدینہ طیبہ میں بے قراری کا نوشتہ بھی۔ اُن کی نعتیں امتِ مسلمہ کی زبُوں حالی کا فسانہ بھی ہیں اور اپنی غلامانہ نسبت و تعلق کا نذرانہ بھی۔ مختصر یہ کہ خاکیؔ کی نعتوں میں محبتِ رسُولؐ کے ساتھ ساتھ زندگی کے مسائل کی بات بھی ملتی ہے جبکہ اُن کی نعتوں میں سیرت و پیغام رسُولِ خُدا کے حوالے سے ان مسائل کے حل کا کلیہ بھی موجود ہے۔ ان کی مشہور نعت کے دو اشعار اپنے مندرجہ بالا دعوے کی دلیل کے طور پر پیشِ خدمت ہیں۔

دنیا کی خواہشوں کو مٹا کر قلوب سے
یادِ رسولِ پاک دلوں میں بسایئے
بن جایئے خلوص و عقیدت کی اک مثال
سب کو درودِ پاک کا نغمہ سُنایئے

یہ اشعار اپنی سادگی اور معنویت کے حوالے سے دعوتِ فکر و نظر دیتے نظر آتے ہیں۔ حضورؐ کی ثناء و توصیف اور مقامِ بشریت و رسالت کے تناظر میں ان کی ایک نعت کا خوبصورت مطلع ملاحظہ ہو۔

کیا پوچھتے ہو عظمت و رفعت رسُول کی
پورا کلام پاک ہے مدحت رسُول کی

اسی نعت میں حضورؐ کی غلامی کے موضوع پر خداوندِ قدوس کے فرمانِ مقدس کی روشنی میں کتنا عام فہم اور بلیغ شعر کہا ہے۔ کہتے ہیں۔

فرمانِ کبریا کے بموجب ابد تلک
لازم ہے مومنوں پہ اطاعت رسُول کی

الغرض خاکیؔ کی بیشتر نعتوں میں ایسے خوبصورت، بامقصد اور اثر انگیز اشعار موجود ہیں جن میں سے چند اشعار تمثیلاً مندرجہ بالا سطور میں تحریر کئے گئے ہیں۔ بغور دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ عزیز الدین خاکیؔ کے کلام اور زبان و بیان میں پہلے کے مقابلے میں خاصی برجستگی اور پختگی در آئی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اُن کی اس پختگی اور برجستگی میں مزید استحکام پیدا ہوگا اور یقیناً ایک دور ایسا بھی آئے گا جب وہ نعت کے حوالے سے اپنا اسلوب اور اپنا لہجہ بنانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ اور ان کی نعتیں شیرینی و تاثیر کے اعتبار سے معراجِ کمال کو پہنچ چکی ہوں گی۔ میری دُعا ہے کہ وہ دینی اور دُنیوی ہر دو اعتبار سے ایک کامیاب نعت گو کی حیثیت سے جانے پہچانے اور آئندہ یاد رکھے جانے والے شخص کا منصب حاصل کریں۔ اور "ذکرِ صلِ علیٰ" کو شہرتِ دوام حاصل ہو۔

محمد یامین وارثی
چیئرمین حضرت حیدر شاہ وارثی اکادمی پاکستان

۲۳

عزیز الدین خاکیؔ کی نعتیہ شاعری اور وجدانی کیفیات

نعت نگاری ایک مستحسن عمل ہے۔ پہلے نعت نگاری نظریۂ ضرورت کے تحت کی جاتی تھی لیکن اب نعت نگاری نے ایک مستقل صنف کی صورت اختیار کرلی ہے۔ بلاشبہ اِس صدی کو اُردو نعت نگاری کی صدی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ اس اَمر کی شاہد ہے کہ بیشتر شعراء نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں نعت نگاری کا آغاز کیا اور نعت گو شعراء کہلائے اور پھر اسی حوالے سے تاریخِ ادب کا حصّہ بن گئے۔ بڑھاپے کی سَرحدوں میں داخل ہونے کے بعد تقریباً ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ قربِ خداوندی حاصل کرنے کیلئے ایسے عمل کرے جو اس کی نیک نامی کا باعث ہوں لیکن اگر کوئی نوجوان عالمِ جوانی میں قربِ خداوندی کے حصول کے لئے سرگرمِ عمل ہوجائے تو اسے عطیۂ خداوندی، ہی کہا جائے گا۔ کراچی میں نعت گو شعراء کی طویل فہرست ہے۔ اِس فہرسؔت میں نوجوان نعت نگاروں کا اضافہ ایک اچھی روایت کا آغاز ہے۔ اس حوالے سے قمر وارثی، صبیح الدین رحمانی اور یامین وارثی کے نام نمایاں حیثیت کے حامِل ہیں۔ اس قافلۂ خوش نظراں میں عزیز الدین خاکیؔ کی شمولیت ایک خوشگوار علامت ہے۔ یہ چاروں نوجوان شعراء اس حوالے سے خوش نصیب ہیں کہ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز ہی نعت نگاری سے کیا ہے۔ وہ اس پہلو کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا حوالہ تصوّر کرتے ہیں۔ یہ سعادت بھی ہر ایک کا مقدّر نہیں، کسی کسی کو ودیعت کی جاتی ہے۔

عزیز الدین خاکیؔ بنیادی طور پر نعت خواں ہیں لیکن اُن کے شوقِ مطالعہ اور عِلمِ مجلسی نے اُنھیں نعت نگاری کے فن سے آشنا کیا۔ یہ اُن کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ عزیز الدّین خاکیؔ نے نعت خوانی سے نعت نگاری تک کا سفر بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا ہے۔ اس سلسلے میں برادرم یامین وارثی کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بات طے ہے کہ عزیز الدین خاکیؔ ایک فطری شاعر ہے۔ وہ کسی کی دریافت نہیں اُس نے اپنے آپ کو خود دریافت کیا ہے۔ اس نے اپنے چراغ خود جلائے ہیں۔

"ذکرِ صلِّ علیٰ" عزیز الدین خاکی کا دوسرا نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔ عزیز الدّین خاکیؔ کی نعتیہ شاعری کو فنّی طور پر اس لئے بھی نہیں پرکھا جاسکتا کہ وہ ابھی اس میدان میں نووارد ہیں لیکن اُن کے اس جذبے کی قدر ضرور کرنی چاہیئے کہ جس نے انھیں نعت نگاری کی طرف مائل کیا۔ عزیز الدین خاکی نے اپنی نعتیہ شاعری میں عقیدت و محبت کے پھول بھی کھلائے ہیں اور احتیاط کے تقاضوں کو بھی مدِّنظر رکھا ہے۔ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو منصبِ رسالت کی حدود میں رکھ کر بیان کیا ہے۔

عزیز الدین خاکیؔ ایک باعمل نوجوان ہیں۔ اُن کا دل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا گہوارہ ہے۔ عزیز الدین خاکیؔ نے اپنی نعتوں کے ذریعے سچّے اور کھرے جذبوں کی ترجمانی کی ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری وجدانی کیفیات اور پاکیزہ خیالات کی آئینہ دار ہے۔ عزیز الدین خاکیؔ کی نعتوں میں جذبۂ عشق سے معمور دلوں کی سرشارانہ کیفیات کو بآسانی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ عزیز الدین خاکیؔ کا یہ نعتیہ مجموعہ ادبی دنیا میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔ توقع ہے کہ اُن کی یہ کتاب اُن کے روشن مستقبل کی ضمانت ثابت ہوگی۔

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو"

اختر سعیدی۔ ۸، مئی ۱۹۹۳ء

ذکرِ صلِّ علیٰ کی روایت

یوں تو ذکرِ صلِ علیٰ کی روایت ہر دور میں خالق و مخلوق کا وظیفہ رہی ہے لیکن معروف معنوں میں نعت کو جو عروج عہدِ حاضر میں میسر آیا ہے اِس کی بات ہی الگ ہے دورِ حاضر بلاشبہ نعت کا دَور ہے چنانچہ آج ہمیں چار دانگ عالم میں بالعموم اور پاکستان کی ہر بستی اور ہر قریہ میں بالخصوص ذکرِ صلِ علیٰ کے پُر کیف نغمے گونجتے اور سننے والوں کو روحانی کیفیات سے سرفراز کرتے نظر آتے ہیں۔

کراچی کی نعتیہ فضا میں عزیزالدین خاکی اگرچہ کوئی بہت پرانا نام تو نہیں لیکن نعت خوانی کے حوالے سے مبدائے فیاض نے انھیں جن اعلےٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے اب اُن کا خلوص اور عطا کرنے والوں کی عنایتوں نے انھیں نعت گو شعراء کی صف میں بھی لا کھڑا کیا ہے۔

عزیزالدین خاکی نعت گوئی کی طرف نعت خوانی سے آئے ہیں چنانچہ نعت خوانی سے نعت نگاری کی طرف آنے والے شعراء کے ہاں جو نغمگی، مٹھاس اور لذت کی وجدانی کیفیات وافر مقدار میں ملتی ہیں وہ ساری کی ساری "ذکرِ صلِ علےٰ" میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ خاکی کے ہاں محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سمندر موجزن ہے۔ اُن کی آنے والی نعتیہ شاعری میں فکر کی پختگی کے ساتھ ساتھ ریاضت کی جو نئی دنیا آباد ہونے کو ہے "ذکرِ صلِ علےٰ" اس کی گواہی کے لئے کافی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی
مدیرِ اعلیٰ "اوج" لاہور
مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۴ء

جذبوں کی کہکشاں

مقامِ مسرت ہے کہ جس دَور میں آج ہم اور آپ سانس لے رہے ہیں وہ دَورِ نعت شریف کا دَور ہے۔ رحمتوں اور برکتوں کا دَور ہے اور اگر میں یہ کہوں تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ نعت گوئی اور نعت خوانی میں جو امتیازی مقام کراچی کو حاصل ہے وہ پاکستان کے کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔ اہلِ کراچی اس حوالے دوسرے شہروں کے مقابلے میں زیادہ امیر اور سرخرو ہیں۔

فروغِ نعت کی اس روح پرور فضا میں جہاں آئے دن بڑی بڑی محافلِ نعت کا اہتمام ہوتا ہے وہاں نعتیہ مجموعوں کی اشاعت کی رفتار بھی ہر اعتبار سے قابلِ فخر ہے۔

محترم عزیزالدین خاکی قادری کراچی کے معروف نعت خواں ہیں اور محافلِ نعت میں ان کی شمولیت کسی بھی محفل کا رنگ دوبالا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں ان کو نعت خوانی کی سعادتِ عظمےٰ سے نوازا ہے وہاں نعت گوئی جیسے اعزازِ عظیم کا حقدار بھی ٹھہرایا ہے۔

"ذکرِ صلِّ علیٰ" ان کا خوبصورت مجموعۂ کلام ہے جس میں ایک حمد اور کئی نعتیں، تین عدد سلام اور ایک نظم بہ عنوان ماہِ صیام شامل ہے۔ اس کتاب میں خاکی نے اپنے جذبوں کی کہکشاں جس محبت، لگن اور شوق سے سجائی ہے، وہ دیکھنے والے محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

خاکی کی زبان سہل اور سادہ ہے اس لئے اثر انگیز ہے۔ جو حضرات علمیت کے بل بُوتے پر نعت کہتے ہیں اُسے فکروفن کا شہ پارہ تو کہا جا سکتا ہے نعت نہیں، کیونکہ نعت شاعری نہیں، نعت تو دل کی صدا کا نام ہے جو دل سے نکلتی ہے اور چُپکے سے دل میں اُتر جاتی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں۔

؎ رازِ دل ریزد بردلِ خیزد

عزیزالدین خاکی نے جذبات جس طرح سوچے اس کو اسی طرح سے سادگی کے ساتھ بیان کر دیا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دل چیر کر کاغذ پر رکھ دیا۔ اور یہ بات 'بڑی بات ہے' بلکہ بہت بڑی بات ہے۔

دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالےٰ خاکی میاں کی کاوشوں کو قبول فرماتے ہوئے ان کو اجرِ عظیم کا حقدار ٹھہرائے اور سرکارِ مدینہ صلے اللہ علیہ وسلّم کا مزید قربِ عطا فرمائے۔ یہ اعزاز ہی اصل میں عشاق کی معراج ہے۔

احقر

مسرور کیفی

۷ مئی ۱۹۹۴ء

خوش الحان نعت گو شاعر

نعت وہ موضوع ہے جو ہر صنفِ سخن پر حاوی ہے جس کے اظہار کے لئے تاب قلم نہیں۔ یہ عبادت ہے تو توشۂ آخرت بھی، سامانِ بخشش ہے تو تکمیل ایمان کا ذریعہ بھی۔ نعت کی شیریں سخنی کا یہ عالم ہے کہ چومنے کو دل چاہتا ہے۔ نعت سے محبتِ مصطفےٰؐ عود کر آتی ہے۔ یہ کسی صنفِ سخن کی محتاج نہیں۔ اس کے لئے کسی ہیئت ترکیبی کی ضرورت نہیں یہ جذبِ دُروں مانگتی ہے۔ دیکھنے کو محدود موضوع ہے لیکن بحرِ بیکراں ہے۔ اس میں سرکارؐ کے جملہ خصائل و کمالات مجتمع ہیں۔ جس طرح چاہیں ذکرِ رسولؐ کرتے جائیں، عاشقانِ رسولؐ کی تشنگی ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتی اور پھر ہم محبت کرنے والوں کا تو مشغلۂ عظیم یہی ہے نعت کی ابتدا تولد آدم سے ہوئی جو تا ہنوز جاری ہے۔ رب تعالیٰ بہ زبانِ قرآنِ حمید مدح خواں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ سے لیکر آج تک ہر عاشق نعت کہہ اور سُن رہا ہے۔ ان معتبر و مقتدر کہنے والوں میں حضرت حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن زہیر، امام بوصیری، مولانا الشاہ احمد رضا خاں کے نام نامی اسم گرامی قابل ذکر ہیں۔ اس موقع پر میرے یہ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

نعت پیغام کمالِ کبریا ۔۔۔ نعت ہے حسنِ جمالِ مصطفےٰؐ
مصحفِ دیں کا خلاصہ ہے یہ نعت ۔۔۔ شیوۂ بزمِ صحابہ ہے یہ نعت

نعت سے حسنِ عقیدت دیکھئے کہ اب غیر مسلم بھی نعت کہہ رہے ہیں۔

کچھ عشقِ پیمبر میں نہیں شرطِ مسلماں
ہے کوثری ہندو بھی طلبگارِ محمدؐ

جس طرف جہاں دیکھئے نعت کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بہت سے مداحانِ رسولؐ اپنی شیریں مقالی سے گلستانِ نعت کو مہکا رہے ہیں، سب اپنی جگہ لائق تحسین مگر ان سب میں کراچی کے ایک ایسے نعت گو اور ثناء خواں کا بھی نام آتا ہے جنھوں نے قلیل عرصے میں بامِ عروج کو پالیا ہے، جو اپنی مثال آپ ہیں، ان کی نعتیں پڑھنے، سُننے اور لکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سرکارؐ کے کرمِ خاص سے اظہارِ عقیدت میں یہ بھی کسی سے کم نہیں یہ خوبصورت اور مختصر پیرائے میں سمندر کو کوزے میں سمانے کا ہُنر جانتے ہیں۔ ان کا ہر شعر مقبولِ بارگاہ دکھائی دیتا ہے۔ غالباً آپ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ یہ محبت، خلوص، چاہت اور عقیدت کے پیکر، جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰؐ کا مظہر ہے جن

کی آواز و بیان کا جادو دلوں میں کیف و مستی کا رس گھول دیتا ہے۔ یقیناً یہ عزیز الدین خاکی ہیں۔
آج سے تقریباً تین سال پہلے برادرم نواب الدین قادری نے متعارف کرایا تھا۔ آج تک ملنے ملانے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ میں پاکستان کے ہر باکمال و باہنر شاعر و نعت خواں سے مل چکا ہوں لیکن یہ ایسے نعت گو ہیں جو ادب اور علم و فن میں اپنی مثال آپ ہیں۔ شاید یہ اُن کے مرشد کامل کا فیض ہے۔ یہ نعت کہتے ہوئے بصارت و بصیرت، شعور و آگہی کی ان منازل پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کے مُنہ سے نکلا ہوا ہر لفظ محبتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سرشاری پیدا کر دیتا ہے۔ سینے میں نورِ مصطفےٰ کی قندیل جگمگا اٹھتی ہے۔ یہ اپنی ایک مقبول نعت میں کہتے ہیں۔

سرکار اپنا روضۂ انور دکھائیے
ہم درد کے ماروں کو بھی طیبہ بُلائیے

اس ایک سادے سے شعر میں مدینے سے محبت کا کیا عالم ہے جبکہ اس شعر کو دیکھئے کہ جس میں پوری دو احادیث مبارکہ رقم کر دی ہیں۔ سبحان اللہ

دستِ اقدس سے بہیں پانی کے چشمے لاریب
آن کی آن میں دو ٹکڑے قمر ہو جائے

اس طرح کے بے شمار اشعار ہیں جن پر گفتگو کی جائے تو ایک دفتر چاہیئے۔ بہر حال عزیز الدین خاکی کی نعتیں عشقِ رسولؐ کے جذبات و وارداتِ قلبی سے مزین و معمور ہیں۔ ان کا ہر شعر ذوق و شوقِ والہانہ کا مظہر ہے جس سے ان کی نعت سے پُر خلوص محبت، پاکیزگی، نفاست اور سلامت روی سامنے آتی ہے۔ انشاء اللہ ان کا مجموعۂ کلام "ذکرِ صلِّ علیٰ" جو دلنشینی و نغمگی سے بھرپور ہے تمام محبت کرنے والوں کے دلوں کو مہکاتا رہے گا اور عزیز الدین خاکی آپنی نعت خوانی اور نعت گوئی کی وجہ سے علمی، ادبی، دینی اور سماجی حلقوں میں معتبر و معزز سمجھے جائیں گے۔ اپنے اس مقطع پر مضمون کا اختتام کرتا ہوں

اس لئے سب نعت پڑھتے ہیں ندیم
نعت ہے خود سُنتِ ربِ کریم

نعمان اختر ندیم (حیدر آباد)
ایم اے اُردو
شعبۂ تعلیمات (سندھ)

اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ کا یہ مجھ پر کرمِ خاص ہے کہ اس نے مجھے بھی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی کا شرف عطا فرمایا اور نعت گوئی و نعت خوانی جیسی نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور کیا۔ مجھے اس بات پر بھی فخر ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ میرا نام بھی اُن حضرات میں شامل ہو گیا ہے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کر رہے ہیں گو کہ میں اس قابل نہیں مگر سرکارِ اَبد قرار نے اپنے کرم سے مجھے نعت گوئی کی دولت مرحمت فرمائی۔ اس سلسلے میں مجھ پر خود میرا ہی ایک شعر صادق آتا ہے۔

> مجھے بھی نعت گو اپنا بنایا ، یہ اُن کی شانِ بندہ پروری ہے

اَب خالقِ کائنات کے فضل و کرم سے مجھے یہ سعادت بھی نصیب ہو رہی ہے کہ "ذکرِ صلِّ علیٰ" کے نام سے اپنا نعتیہ مجموعۂ کلام آپ حضرات تک پہنچا رہا ہوں جسے "تنظیم استحکامِ نعت پاکستان" شائع کر رہی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں از اوّل تا آخر ربِّ کائنات کا فضل و کرم اور محبوبِ ربِّ کائنات کی رحمتیں میرے ساتھ رہیں اور یوں کتاب کی اشاعت ممکن ہو سکی اور اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہی سے میرے احباب نے بھی میری ہر طرح سے مدد کی میں اپنے ان تمام احباب کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ جن کی بے لوث محبت نے میرے ارادوں اور حوصلوں کو تر و تازہ رکھا۔ یہاں میں خاص طور سے اپنے استادِ محترم معروف نعت گو شاعر محمد یامین وارثی صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ جن کی محبت، توجہ اور قدم قدم رہنمائی کی بدولت آپ حضرات "ذکرِ صلِّ علیٰ" کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ اُن کی صحبت میں رہ کر ہی مجھ میں نعت گوئی کا شعور پیدا ہوا۔ ان کے علاوہ شہزاد احمد صاحب، جناب غوث میاں، مسرور کیفی صاحب، جناب سلیم اختر، سید شبیر شاہ وارثی، سلیم الدین قادری اور حیدر آباد سے محمد اعظم قریشی صاحب نے "ذکرِ صلِّ علیٰ" کے حوالے سے اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

"ذکرِ صلِّ علیٰ" کی اشاعت میں میرے والدین کی دعاؤں کا بہت عمل دخل ہے اور یہ دعائیں ہی میری کامیابی کی ضمانت ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قارئینِ نعت جنھوں نے میری ابتدائی کاوشوں کو اپنی توجہ عنایت کی اس مجموعۂ کلام کو بھی اپنی محبتوں سے نوازیں گے اور میری کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے میری خامیوں کی نشاندہی بھی کریں گے۔

عزیز الدین خاکی القادری

۸؍ جون سنہ ۱۹۹۴ء

یا خدا خالقِ جہاں تُو ہے

کس قدر سب پہ مہرباں تُو ہے

ذرّے ذرّے کے دل میں گھر تیرا

قطرے قطرے کا رازداں تُو ہے

کُل جہاں ہے مثالِ یک قطرہ

صرف اک بحرِ بیکراں تُو ہے

راز ہر دل کے جانتا ہے تُو

اپنے بندوں کا پاسباں تُو ہے

اِسمِ اعظم ہے تیرا ذکرِ عظیم
کون ہے کُل کا راز داں تُو ہے
تُو رحیم و کریم ہے لاریب
مہرباں سب پہ بے گماں تُو ہے
سارے عالم ہیں تیرے حلقہ بگوش
کہ شہنشاہِ ہر زماں تُو ہے
دُھوپ میں رنج و غم کی سب کے لئے
میرے اللہ سائباں تُو ہے
خاکی تیرا کوئی جواب نہیں
یہ بتا کس کا مدح خواں تُو ہے

راحتِ قلب وجاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

عظمتوں کا نشاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

گُلفشاں گلفشاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

ہے لبوں پر رواں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

یہ وہی ذکر ہے جس سے سیری نہیں ہو سکے گی کبھی

جس قدر ہو بیاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

ہیں اسی سے منوّر زمین و زماں ہر مکاں لامکاں
زینتِ دو جہاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

ہے ہر اک شے میں حسن و جمال عارضی اور فانی مگر
حشر تک ضوفشاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

نعتِ پاکِ نبی کی کوئی حد نہیں کوئی سرحد نہیں
بے گماں بے کراں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

رحمتِ حق کی برسے نہ کیسے جھڑی مومنوں ہر گھڑی
ہو رہا ہے جہاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ

خاکئ خوش نوا کیوں منوّر نہ ہو اُن کے انوار سے
ضوفشاں ضوفشاں ذکرِ صلِّ علیٰ ذکرِ صلِّ علیٰ
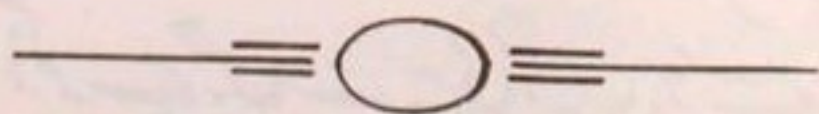
سرکار اپنا روضۂ انور دکھایئے
ہم دَرد کے ماروں کو بھی طیبہ بُلایئے
گزرے ہماری زندگی گنبد کے سائے میں
بَس ایسی زندگی ہمیں سرکار چاہیئے
دُنیا کی خواہشوں کو مِٹا کر قلوب سے
یادِ رسولِ پاک ﷺ کو دل میں بسایئے

ہم کو بھی اے رسولِ خدا رحمتِ جہاں
اپنے دیارِ پاک ﷺ کا منگتا بنائیے

جس دم ہو تذکرہ شہِ عالی وقار کا
اپنے دل و نگاہ ادب سے جھکائیے

بن جائیے خلوص و عقیدت کی اِک مثال
سب کو درودِ پاک ﷺ کا نغمہ سنائیے

صدقہ حسن حسین کا جھولی میں ڈال کر
مجھ بے نوا فقیر کی بگڑی بنائیے

عُشاق کر رہے ہیں تقاضہ یہ بار بار
خاکیؔ حضورِ پاک ﷺ کی نعتیں سنائیے
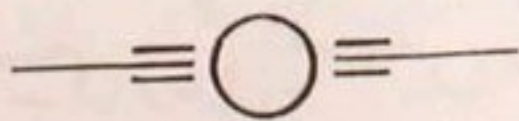
کیا پوچھتے ہو عظمت و رفعت رسول کی
پورا کلامِ پاک ہے مدحت رسُول کی
جس کو عطا ہوئی ہے محبت رسُول کی
محشر میں پائے گا وہ شفاعت رسُول کی
فرمانِ کبریا کے بموجب ابد تلک
لازم ہے مومنو پہ اطاعت رسُول کی

بے راہ روی و فرقہ پرستی کے باوجود
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت رسُول کی

عرفانِ زندگی ہو یا عرفانِ بندگی
سب کچھ مجھے ملا ہے بدولت رسُول کی

اُس صُبح کو تھی بارشِ انوار دہر میں
جس صُبح کو ہوئی تھی ولادت رسُول کی

اُس خوش نصیب شخص کے قربان جائیے
ہوگی جسے لحد میں زیارت رسُول کی

خاکیؔ ہے بارگاہِ خُدا میں یہی دُعا
ہر ایک کو نصیب ہو چاہت رسُول کی

یا نبی چشمِ کرم فرمائیے
اپنے روضے پر ہمیں بلوائیے
ہجر کے صدمے بھلا کب تک سہوں
میرے آقا اور نہ تڑپائیے
خواب میں ہی اے حبیبِ دوجہاں
چہرۂ انور ہمیں دکھلائیے

جانے والے جائیں طیبہ کو مگر
مجھ کو بھی ہمراہ لے کر جائیے
جا کے طیبہ میں درِ سرکار سے
اپنی اپنی جھولیاں بھر لائیے
اپنے قدموں میں بُلا کر یا نبی
میرے بارے میں بھی کچھ فرمائیے
رحمتِ سرکار اپنے ساتھ ہے
حشر میں ہرگز نہیں گھبرائیے
بھیجتا ہے خود سلام اُن پر خدا
مصطفےٰ کے آپ بھی گُن گائیے
خاک ہوں خاکی تخلّص ہے مِرا
مجھ کو بس خاکِ مدینہ چاہیئے

عشقِ رسُول
صلے اللہ علیہ وسلم

عشقِ رسُول نے جسے چاہا اَمر کیا
جو لوگ بے خبر تھے اُنھیں باخبر کیا
اس عشق سے بلالِؓ حزیں محترم ہوئے
اس عشق سے اُویسؓ مکینِ اِرم ہوئے
یہ عشقِ لازوال میسّر ہوا جسے
بے شک خُدا کا قُرب عطا ہوگیا اُسے

عشقِ رسولِ پاک کا اعجاز دیکھئے
بے پَر ہوئے ہیں مائلِ پرواز دیکھئے
عشقِ رسول ہی سے منوّر ہے کائنات
عشقِ رسول ہی سے زمانے کو ہے ثبات
عشقِ رسول اصل میں نقشِ دوام ہے
سب مقتدی ہیں اور یہ سب کا اِمام ہے
خاکیؔ جسے بھی عشق کی دولت ہوئی نصیب
وہ خوش نصیب ہوگیا اللہ کے قریب

یا محمد مصطفیٰ ہم پر کرم فرمائیے
یا شہِ ہر دوسرا ہم پر کرم فرمائیے
واسطہ دیتے ہیں اہلبیت اور اصحاب کا
یا حبیبِ کبریا ہم پر کرم فرمائیے
حشر کے دن سب کے لب پر بس یہی ہوگی صدا
شافعِ روزِ جزا ہم پر کرم فرمائیے

گو کہ بداعمال ہیں پر آپ ہی کے ہیں گدا
مرحبا صد مرحبا ہم پر کرم فرمائیے

بخشتا ہے رب تعالیٰ اور قاسم آپ ہیں
کیجئے ہم کو عطا ہم پر کرم فرمائیے

انبیاؑ ہیں مقتدی اور آپ ہیں سب کے اِمام
دو جہاں کے رہنما ہم پر کرم فرمائیے

چھوڑ کر در آپ کا غیروں کے دَر پہ جائیں کیوں
آپ کے ہم ہیں گدا ہم پر کرم فرمائیے

آپ نے بیشک مدد فرمائی ہے ہر ایک کی
جس کسی نے بھی کہا ہم پر کرم فرمائیے

خاکیؔ بے کس یہی رو رو کے دیتا ہے صدا
اے کرم کی انتہا ہم پر کرم فرمائیے

جس پہ سرکارِ مدینہ کی نظر ہو جائے
اُس کی اُجڑی ہوئی دنیا میں سحر ہو جائے
دستِ اقدس سے بہیں پانی کے چشمے لاریب
آن کی آن میں دو ٹکڑے قمر ہو جائے
جو کوئی رکھے شہِ دیں کی محبت دل میں
خود بخود دل وہ محمد کا نگر ہو جائے

سارے آلام رفع ہوں گے وہاں سے بیشک
جس طرف سے شہِ والا کا گزر ہو جائے

ہر گھڑی میں تو دُعا رب سے یہی کرتا ہوں
کاش اِک بار ہی طیبہ کا سفر ہو جائے

میں گنہگار ہوں پر ہوں تو تمھارا منگتا
مجھ پہ بھی ایک عنایت کی نظر ہو جائے

رات دن خاکیؔ بے کس یہی کرتا ہے دُعا
ذکرِ سرکار میں یہ عمر بسر ہو جائے

آمدِ سرکار نے جگ میں اُجالا کر دیا
کفر کی تاریک راتوں کو سویرا کر دیا
بھیج کر اپنا نبی اُس خالقِ کونین نے
ہم گنہگاروں کی بخشش کا سہارا کر دیا
آپ کی عظمت پہ نازاں ہیں زمین و آسماں
آپ کی تعلیم نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا

تنگنائے دہر میں روحِ محبت پھونک دی
آپ نے مُردہ ضمیروں کو مسیحا کر دیا

جب کبھی ہم نے سجائیں محفلیں میلاد کی
ہر طرف اللہ کی رحمت نے سایہ کر دیا

آپ کی توصیف ممکن ہی نہیں الفاظ میں
آپ کو خالق نے ایسا برگزیدہ کر دیا

یہ بھی سرکارِ مدینہ ہی کا ادنیٰ فیض ہے
محفلوں میں نعت کی خاکی کا چرچا کر دیا
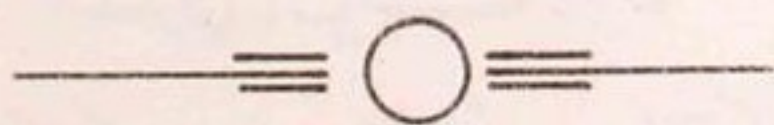
یہ مُجھ پر بھی ہے احسانِ مُحمّدؐ
کہ مَیں بھی ہوں ثناء خوانِ مُحمّدؐ
کوئی کیا مرتبہ جانے گا اُن کا
کہ ہیں جبریل دربانِ محمّدؐ
سند جنّت کی اُس کو مل گئی ہے
ہوا ہے جو بھی مہمانِ محمّدؐ

غم و آلام میں نہ گھِر سکیں گے

ہیں جتنے زیرِ دامانِ محمدؐ

خُدا کا قُرب اُن کو مِل گیا ہے

جو دل سے ہیں فِدایانِ محمدؐ

گنہگاروں پہ ہے جو سایہ افگن

یقیناً ہے وہ دامانِ محمدؐ

جو چاہے دیکھ آئے کربلا میں

درخشاں ہے گلستانِ محمدؐ

یہاں خاکیؔ وہاں نوری کھڑے ہیں

ہیں سب کے سب غلامانِ محمدؐ
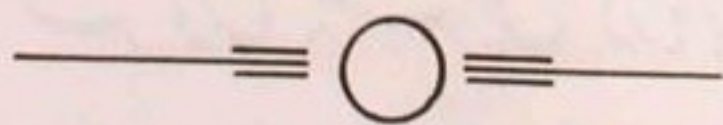
تذکرہ اُن کا ہے ہر جگہ ہر گھڑی

رَب تعالیٰ ہے مِدحت سرا ہر گھڑی

ہے منوّر جہاں آپ کے نُور سے

آپ بیشک ہیں جلوہ نُما ہر گھڑی

نعت کہتا بھی ہوں نعت پڑھتا بھی ہوں

ہے مِرے لَب پہ صلِّ علیٰ ہر گھڑی

ہر سیاہ کار پر ہر گنہگار پر
چشمِ نُورِ مجسم ہے وا ہر گھڑی

مسجدوں محفِلوں خانقاہوں میں ہے
شاہِ کونین کا تذکرہ ہر گھڑی

جب بھی کھولی زباں وَصفِ سرکار میں
خوشبوؤں کی ملی ہے قبا ہر گھڑی

خاکیؔ تم بھی مدینے چلے جاؤ گے
وِرد کرتے رہو مصطفٰے ہر گھڑی
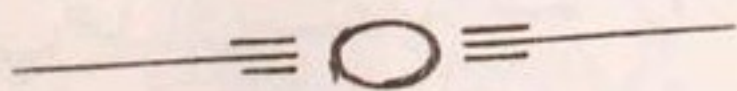
میرے آقا احمدِ مختار ہیں
ھر دُکھی دل کے وہی غمخوار ہیں
جس کی خوشبو سے معطّر ہے جہاں
سرورِ عالم وہی مہکار ہیں
سب پہ کندہ کیجئے اسمِ رسُول
جس قدر یہ کوچہ و بازار ہیں

پیش کرنے کیلئے سرکار میں

چشمِ تر میں آنسوؤں کے ہار ہیں

اُن پہ کوئی آنچ آسکتی نہیں!

آپ کی اُلفت میں جو سرشار ہیں

جن پہ اُن کا نامِ نامی ہے رقم

بحرِ غم سے وہ سفینے پار ہیں

اُن کو آنکھوں سے لگاؤ چُوم لو!

جتنے شہرِ مصطفٰی کے خار ہیں

ہم کِسی چوکھٹ پہ جائیں کیوں بھلا

جب مدد کے واسطے سرکار ہیں

اُن کی نسبت سے ہے خاکی معتبر

جو خُدائے پاک کے دلدار ہیں

جہاں میں نور پھیلانے حبیبِ کبریا آئے
مُرادِ دینُ و دنیا شافعِ روزِ جزا آئے
سبھی کے چارہ گر آئے سبھی کے پیشوا آئے
مکینِ لامکاں دونوں جہاں کے رہنما آئے
فرشتے عرش پہ سرکار کی نعتیں سناتے تھے
خوشی سے جھوم کر کہتے تھے محبوبِ خدا آئے

وہ ساعت آج بھی دنیا کو یاد آتی ہے رہ رہ کر
وہ جس ساعت میں ربِ دوجہاں کے دلرُبا آئے

مبارک باد سارے انبیاء دے کر یہ کہتے تھے
شہِ کون و مکاں آئے رسولِ مجتبیٰ آئے

حلیمہؓ سعدیہ روئے منوّر دیکھ کر بولیں
مرے گھر میں خدا کے فضل سے خیرالوریٰ آئے

لباسِ سرخوشی پہنے ہوئے تھے چاند اور تارے
ہر اک ذرّہ یہ کہتا تھا امام الانبیاءؑ آئے

کسی کا کوئی بھی پُرساں نہ تھا اس دشتِ ہستی میں
غریبوں اور یتیموں کا وہ بن کر آسرا آئے

ہمیں خُود اپنی قسمت پر رہے گا ناز اے خاکیؔ
مدینے میں ہم اپنا بختِ خوابیدہ جگا آئے
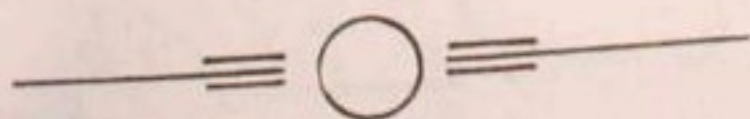
کس قدر ہے شان و عظمت سرورِ کونین کی
خود خدا کرتا ہے مدحت سرورِ کونین کی

اِک چٹائی ہاتھ کا تکیہ ہے پتھّر پیٹ پر
دیکھئے یہ ہے قناعت سرورِ کونین کی

بھیجئے اُن پر دُرودِ پاک خود سُنتے ہیں وہ
کتنی اعلٰے ہے سماعت سرورِ کونین کی

رَب تعالےٰ دے رہا ہے اور قاسم آپ ہیں
خُوب ہے شانِ سخاوت سرورِ کونین کی

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں جتنی نعمتیں
یہ مِلیں کس کی بدولت سرورِ کونین کی

وہ بڑا خوش بخت ہے حقدار وہ جنّت کا ہے
جس کے دل میں ہے محبّت سرورِ کونین کی

خواب ہی میں ایک شب میرا مقدر جاگ اُٹھے
کاش ہوجائے زیارت سرورِ کونین کی

میں بھی جاکر دیکھ لوں گا شہرِ طیبہ کی بہار
مِل گئی جس دن اجازت سرورِ کونین کی

میں کہاں خاکی کہاں مدحِ رسولِ کائنات
بَاخُدا یہ ہے عنایت سرورِ کونین کی

مرے آقا مرے مولا مرے حاجت روا تم ہو
کوئی سمجھے نہ سمجھے میرے دل کا مدعا تم ہو
کہیں یٰسین و طٰحٰہ اور کہیں شمس الضحیٰ تم ہو
رسولِ ہاشمی ہو اور محمد مصطفیٰ تم ہو
تمہارے واسطے اللہ نے سب عالم بنائے ہیں
سبھی کو ہے خبر کہ باعثِ ہر دوسرا تم ہو

ورفعنا لکَ ذِکرکَ کا منصب ربّ نے بخشا ہے
فِدا جس پر دو عالم ہیں وہ نورِ کبریا تم ہو

تہی دستوں غریبوں بے نواؤں بے سہاروں کا
سرِ محشر خُدا کے سامنے اک آسرا تم ہو

ہیں جو بھی اصفیأ و اولیاء و پیشوا جتنے
سبھی کے چارہ گر ہو اور سبھی کے مُقتدا تم ہو

حجابِ نُور میں اکثر تمھیں جبریل نے دیکھا
اَزل سے درحقیقت رازدارِ کبریا تم ہو

زمانہ کہہ رہا ہے تم پہ رحمت ہو گئی خاکیؔ
تمھیں یہ فخر حاصل ہے گدائے مصطفےٰ تم ہو
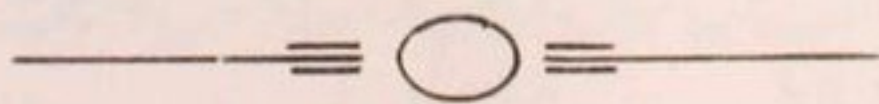
لبوں پر ہے تیرا ہی نام اللہ اللہ

بڑے اوج پر ہے مقام اللہ اللہ

لیا جس گھڑی میں نے اسمِ مبارک

بنا ہے ہر اک میرا کام اللہ اللہ

مدینے میں رحمت برستی ہے ہر دم

وہاں کے سجود و قیام اللہ اللہ

کہاں سبز گنبد کہاں اُس کے جلوے
کہاں آپ کا یہ غلام اللہ اللہ
مدینے کی گلیاں وہاں کے نظارے
مدینے کے وہ صبح و شام اللہ اللہ
عجب کیف و مستی میں ہم کھو گئے ہیں
سُنا آپ کا جب بھی نام اللہ اللہ
خدا ایک ہے اور میں اُس کا نبی ہوں
دیا آپ نے یہ پیام اللہ اللہ
ابھی میں نے لَو ہی لگائی تھی اُن سے
عطا ہو گیا یہ کلام اللہ اللہ
یہ خاکیؔ بھی اب نعت کہنے لگا ہے
حضور آپ کا فیضِ عام اللہ اللہ

حق کا پیغام لانے والا ہے

سب کے دل میں سمانے والا ہے

وہ ہے سرتا پا رحمتوں والا

سارے عالم پہ چھانے والا ہے

ظلمتِ شب ٹھہر نہ تو اس جا

اب وہ شمعیں جلانے والا ہے

جن نگاہوں کو دیدِ حضرتؐ ہو

اُن میں پھر کیا سمانے والا ہے

جب بھی گھبراؤ نام لو اُن کا

نام یہ کام آنے والا ہے

اُس کو نعمت ملی جہاں بھر کی

جو محمدؐ کو پانے والا ہے

خوف اُس کو نہیں جہنّم کا

گُن جو حضرتؐ کے گانے والا ہے

اُس کے اوصاف کیا لکھے خاکیؔ

جو سرِ عرش جانے والا ہے

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ و آلہٖ

مجھے اپنے در پہ بلائیے مرے سوئے بھاگ جگائیے
دلِ مضطرب میں سمائیے مجھے اپنا منگتا بنائیے

تیرا ذکر دونوں جہاں میں ہے تیرا نور کون و مکاں میں ہے
تو ضمیرِ دل زدگاں میں ہے جو ترا ہے امن و اماں میں ہے

تو ہی صادق اور امین ہے　　تیرا ذکرِ مُبین ہے
تو ہی بے کسوں کا مُعین ہے　　تُو سبھی کے دل میں مکین ہے

مِرے مصطفےٰ مِرے مجتبیٰ　　نہیں آپ سا کوئی دوسرا
گئے ایک پل میں جو عرش پر　　یہ تو آپ ہی کا ہے معجزہ

جو ہے جبرئیل کی انتہا　　ہے وہیں سے آپؐ کی اِبتدا
میرے پیارے پیارے حضور کا　　کتنا بلند ہے مرتبہ

یہ رحمت کے بادل جو چھائے ہوئے ہیں
ضرور آج سرکار آئے ہوئے ہیں

فضا مُشک و عنبر سے معمور ہے سب
یہ جھونکے مدینے سے آئے ہوئے ہیں

درِ مُصطفٰے اُن کا دارالاماں ہے!
جو سارے جہاں کے ستائے ہوئے ہیں

بیاں کس طرح ہو مدینے کا منظر
در و بام بھی جگمگائے ہوئے ہیں
وہ جائیں گے فردوس میں بھی یقیناً
جو آقا کی محفل سجائے ہوئے ہیں!

بشر تو بشر ہیں سرِ لامکاں پر
فرشتے بھی سر کو جھکائے ہوئے ہیں
دیارِ نبی میں بھی منظور ہوں گے
یہ لفظوں کے گُل جو کِھلائے ہوئے ہیں

نہیں ہے مثال اُن کی دونوں جہاں میں
وہی سارے عالم پہ چھائے ہوئے ہیں
بکھیرے گا خاکی مدینے میں جا کر
جو اشکوں کے گوہر چھپائے ہوئے ہیں
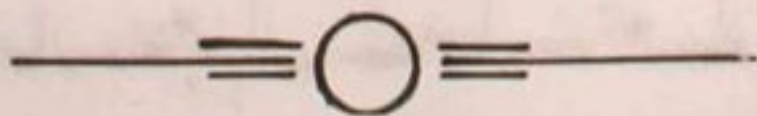
سرورِ انبیاء آ گئے

سب کے حاجت روا آ گئے

چار سو روشنی ہو گئی

بن کے آقا ضیاء آ گئے

چاند تاروں نے جُھک کر کہا

مصطفٰے مجتبیٰ آ گئے!

واسطے سارے عالم کے وہ
بن کے خیر الوریٰ آ گئے

دو جہاں جن کی خاطر بنے
وہ حبیبِ خدا آ گئے

حضرتِ آمنہ نے کہا
سرورِ انبیاء آ گئے

مشکلوں میں پکارا ہے جب
بن کے وہ آسرا آ گئے

دستگیری کو خاکیؔ مری
ہاں مرے رہنما آ گئے
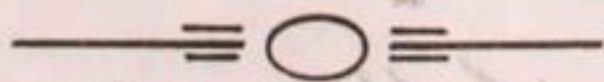
دو نوں عالم کی رحمت مدینے میں ہے

سب رسولوں کی عظمت مدینے میں ہے

ہر شہنشاہ جس کی تمنا کرے

مومنوں ایسی رفعت مدینے میں ہے

جس کے دم سے ہیں انجم کی ضو باریاں

ایسا ماہِ نبوّت مدینے میں ہے

جس کے صدقے میں ہیں یہ زمین وزماں
وہ مسیحائے عظمت مدینے میں ہے

زاھد و پارسا جائیں سوئے اِرم
ہم غریبوں کی جنّت مدینے میں ہے

غم زدوں کو ملیں راحتیں بے گماں
کیسا دربارِ شفقت مدینے میں ہے

بے قراروں کے امن وسکوں کی جگہ
مُضطرب دل کی راحت مدینے میں ہے

لعل وگوھر جواھر کا میں کیا کروں
دوستو میری ثروت مدینے میں ہے

کیسا رُتبہ ہے خاکی اُن عُشّاق کا
جن کا گھر جن کی تُربت مدینے میں ہے
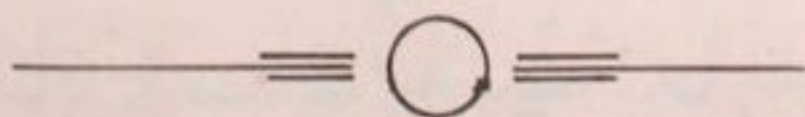
ایک رحمت کا اشارہ یا نبی
سبز گنبد کا نظارہ یا نبی
فرقتِ طیبہ میں اَب یہ حال ہے
دِل ہے میرا پارہ پارہ یَا نبی
جھولیاں سب کی بھرِی ہیں آپ نے
اس لئے دامَن پسارا یا نبی

مشکلیں پھر مشکلیں رہتی نہیں
آپ کو جب بھی پکارا یا نبی!
آپ جو خیرات دیتے ہیں ہمیں
بس اُسی پر ہے گزارہ یا نبی
دُور رہ کر جو ہے میری کیفیّت
آپ پر ہے آشکارہ یا نبی
مُدّتوں سے دیکھنے کی آس ہے
سبز گنبد پیارا پیارا یا نبی
خاکیٔ کمتر تو کیا ہے آپ پر
یہ جہاں قربان سارا یا نبی
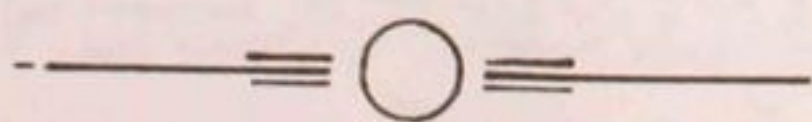
آپ محبوبِ خُدا ہیں آپ کی کیا شان ہے

مُجتبےٰ و مُصطفےٰ ہیں آپ کی کیا شان ہے

آپ ہی شمسُ الضُحےٰ ہیں آپ ہی بدرُ الدُجےٰ

آپ ہی خیرُ الورےٰ ہیں آپ کی کیا شان ہے

انبیاءؑ کی صف میں کوئی آپ کے جیسا نہیں

آپ سب سے ماورا ہیں آپ کی کیا شان ہے

آپ کے قدموں کی برکت سے جہاں روشن ہوا
آپ نورِ کبریا ہیں آپ کی کیا شان ہے

بادشاہِ وقت بھی ہیں آپ کے در کے گدا
آپ شاہِ دوسرا ہیں آپ کی کیا شان ہے

روزِ محشر آپ ہی کو ڈھونڈتے ہوں گے سبھی
آپ سب کا آسرا ہیں آپ کی کیا شان ہے

ہر غم و آلام میں خاکیؔ پکارے آپ کو
دافعِ رنج و بلا ہیں آپ کی کیا شان ہے

درِ پاکِ خیرُالورےٰ چاہتا ہُوں
نہ کچھ اور اِس کے سِوا چاہتا ہُوں
کوئی آرزو اِس سے بڑھ کر نہیں ہے
حضُور آپ کی خاکِ پا چاہتا ہوں
مجھے بھی طلب کیجئے گا کسی دِن
میں طیبہ نگر دیکھنا چاہتا ہوں

نہ جاہ و حشم اور نہ فردوس لوں گا
سرِ حشر اُن کی رِضا چاہتا ہوں

نسیمِ سحر میرے کس کام کی ہے
مدینے کی ٹھنڈی ہوا چاہتا ہوں

مِری زندگانی کا مصرف یہی ہے
مدینے میں اپنی قضا چاہتا ہوں

فرشتے جہاں سر جھکاتے ہیں خاکی
میں اُس خاک کو چومنا چاہتا ہوں

محمد مصطفیٰ جیسا کوئی آیا نہ آئے گا
شہ ہر دوسرا جیسا کوئی آیا نہ آئے گا

ہزاروں انبیاء و رہنما و مرسلیں آئے
حبیبِ کبریا جیسا کوئی آیا نہ آئے گا

تمام اوصاف کی تکمیل کی خاطر اُنھیں بھیجا
رسولِ مجتبےٰ جیسا کوئی آیا نہ آئے گا
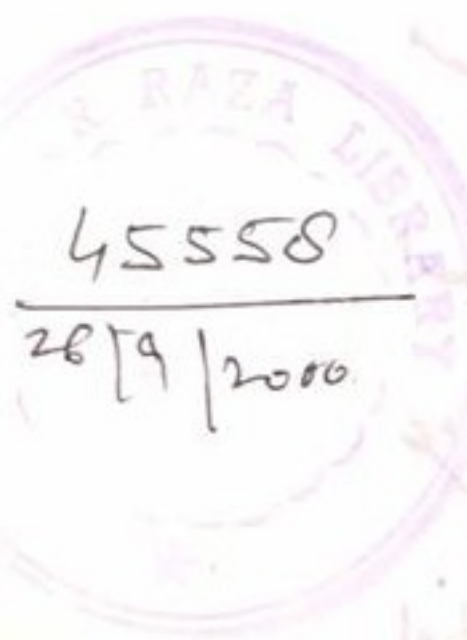
صحیفوں اور کتابوں میں زمینوں آسمانوں میں
شہِ ارض و سماء جیسا کوئی آیا نہ آئے گا

مسلسل ذکر ہو اُن کا جو سب کے مُقتدا ٹھہرے
اب ایسے رہنما جیسا کوئی آیا نہ آئے گا

عزیزالدین خاکی اختتامِ نعت پر کہہ دو
اِمامُ الانبیاء جیسا کوئی آیا نہ آئے گا

یہ جشنِ عیدِ میلادُ النبی ہے
اِسی باعث جہاں میں روشنی ہے
مہینہ اُن کی آمد کا جو آیا
فضا میں تازگی ہی تازگی ہے
یہ وہ ماہِ منوّر ہے کہ جس میں
شہِ ابرار کی جلوہ گری ہے

زمیں تو پھر زمیں ہے عرش پر بھی
مرے سرکار کی محفل سجی ہے
مجھے بھی نعت گو اپنا بنایا
یہ اُن کی شانِ بندہ پروری ہے
جہاں دیکھو اُنہی کا تذکرہ ہے
اُنہی کی دھوم ہر جانب مچی ہے
یقیناً جاؤ گے جنت میں خاکیؔ
تمھیں بھی اُن کے آنے کی خوشی ہے

اپنے دربار میں بُلائیں گے
سوئی قسمت کو وہ جگائیں گے
لَب پہ ہوگی اُنہی کی نعت رواں
ہم مدینے میں جب بھی جائیں گے
اپنی آنکھوں میں ڈالنے کے لئے
اُن کی چوکھٹ کی خاک لائیں گے

بے سہاروں کا جو سہارا ہیں

اُن کا دیدار ہم بھی پائیں گے

نعمتیں رب کی بانٹتے ہیں وہ

جو بھی مانگیں اُنہی سے پائیں گے

سبز گنبد جو اِک نظر دیکھیں

اپنی آنکھوں میں ہم بسائیں گے

رخصتی ہوگی جب مدینے سے

اشک آنکھوں میں خوب آئیں گے

جن کے در کا گدا ہوں میں خاکیؔ

میری بخشش وہی کرائیں گے

مدینے کے آقا کو دِل دے چُکا ہوں

نویدِ مسیحا کو دل دے چکا ہوں!

مُجھے خوف محشر میں ہرگز نہ ہوگا

دو عالم کے داتا کو دل دے چُکا ہوں

بنایا ہے جس نے مجھے اپنا منگتا

میں اس دُرِّ یکتا کو دِل دے چکا ہوں

جو ہے حضرتِ آمنہ کا دُلارا
اُسی شاہِ والا کو دل دے چکا ہوں

ہمیشہ رہی فکر اُمّت کی جس کو
میں اُس پیارے آقا کو دل دے چکا ہوں

جو چمکا تھا فاران کی چوٹیوں پر
اُسی نورِ اعلیٰ کو دل دے چکا ہوں

جو کونین کا دل ہے آرامِ جاں ہے
اُسی کی تمنّا کو دل دے چکا ہوں

ہے جس کی نظر ذرّے ذرّے پہ خاکیؔ
اُسی نورِ بطحا کو دل دے چکا ہوں
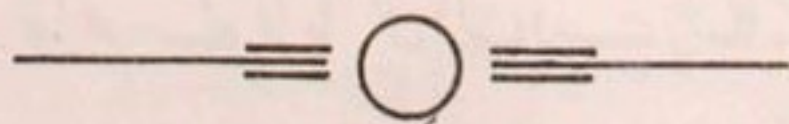
جو ساری کائنات میں سب کا امام ہے

محبوبِ کبریا ہے وہ خیر الانام ہے

دُنیا کا خوف ہے نہ قیامت کا خوف ہے

میری مدد کے واسطے خیر الانام ہے

اس بندہ خدا کے مراتب نہ پوچھیے

جو آپ کے دیار کا ادنیٰ غلام ہے

مجھ پر کرم ہوا ب بطفیلِ رسولِ پاکؐ

جاری مری زباں پہ درود و سلام ہے

پڑھتا ہوں نعت رحمتِ کونین کے حضور

کیا شغلِ بے مثال ہے کیا خوب کام ہے

لاریب ہے یہ بات صداقت پہ مشتمل

سرکار کا کلام خُدا کا کلام ہے

خاکیؔ نے جب سے وصفِ شہِ دیں شروع کیا

عزّت ہے اس کی اور بڑا احترام ہے

میں مدینے کے گداؤں کا گدا ہو جاؤں
شاہِ کونین کی خاکِ کفِ پا ہو جاؤں

یہ تمنّا ہے دلِ زار کی اے ربِّ کریم
کوچۂ رحمتِ عالم کی ہوا ہو جاؤں

سارے عالم پہ نبوت ہے مُسلّم اُن کی
اِس عقیدے کی میں بھرپُور صدا ہو جاؤں

نعت خوانی کے صِلے میں یہ عطا ہو خوبی
نعتِ سرکارِ مدینہ میں فنا ہو جاؤں
جو بھی دیکھے مجھے دیوانۂ سرکار کہے
ذاتِ سرکار پہ اس درجہ فِدا ہو جاؤں
جب میں پہنچوں درِ سرکارِ مدینہ خاکیؔ
جسم سے روح یہ چاہے کہ جُدا ہو جاؤں

جس کے لب پر یا شہِ ابرار ہے

یہ سمجھ لو اُس کا بیڑا پار ہے

وِرد جو کر لے دُرودِ پاکؐ کا

مصطفےٰؐ کی دید کا حقدار ہے

رَب تعالیٰ کی ہوں اُس پر رحمتیں

آپؐ کا جو طالبِ دیدار ہے

آپ نے رکھا جہاں پر بھی قدم
وہ جگہ اب بھی گل و گلزار ہے
نعمتیں دونوں جہاں کی مل گیئں
آپ کا کتنا سخی دربار ہے
آپ کے دَر کے سِوا جاؤں کہاں
آپ کی سب سے بڑی سرکار ہے
مصطفٰےؐ حامی ہوئے اُس شخص کے
جو غریب و ناتُواں نادار ہے
ہوں قبولِ مُصطفٰےؐ نعتیں تری
اور کیا خاکیؔ تجھے درکار ہے
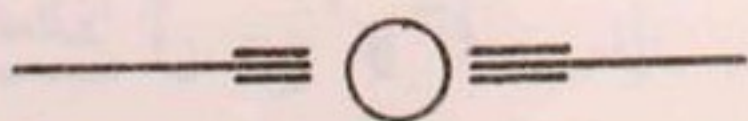
ذکرِ خیرُ الوریٰ کیجیے کیجیے
ہر گھڑی مُصطفےٰ کیجیے کیجیے
کچھ نہیں مانگیے آپ اللہ سے
اُن کے در کی دُعا کیجیے کیجیے
نام لے کر حبیبِ خُدا کا سبھی
اپنے غم کی دَوا کیجیے کیجیے

مُجھ گنہگار پر بھی نگاہِ کرم
یا رسُولِ خُدا کیجئے کیجئے

جو ہیں نورِ نظر آپکے یا نبی
اُن کا صدقہ عطا کیجئے کیجئے

بحرِ غم سے شہنشاہِ کون و مکاں
پار بیڑا مرا کیجئے کیجئے

خاکی دنیا کے ہر کام کو چھوڑ کر
اُن کی حمد و ثناء کیجئے کیجئے

میں نے ہر ذرّہ مدینے کا چمکتے دیکھا
ظلمتِ شب کو وہاں نُور میں ڈھلتے دیکھا
کیسا دربارِ گہر بار ہے اللہ اللہ!!
بادشاہوں کے سَروں کو یہاں جُھکتے دیکھا
احترام آپ کا لازم ہے ہر اِک شے کیلئے
وقت کو آپ کی دہلیز پہ رُکتے دیکھا

چوُمنے کے لئے سرکار کی قبرِ انور
جوق دَر جوق فرشتوں کو اُترتے دیکھا

اُن سے جب بھی میں ہوا طالبِ الطاف و کرم
اپنے اطراف سے آفات کو ٹلتے دیکھا

اپنے سرکار سے وابستہ ہوا ہوں جب سے
میں نے بگڑی ہوئی قسمت کو سنورتے دیکھا

نعت کہنا ہے فقط اُن کی عنایت خاکیؔ
میں نے اشکوں کو بھی اشعار میں ڈھلتے دیکھا
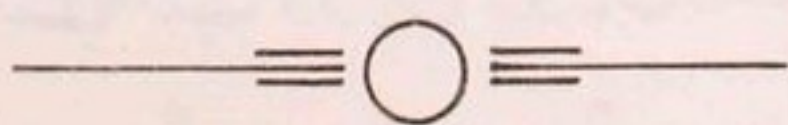
اَب تو دَر پہ بُلا لیجئے
اپنا روضہ دکھا دیجئے
آپ کے دَر پہ ہم آ سکیں
وہ طریقہ سکھا دیجئے
روشنی چاہتا ہے جہاں
آپ اپنی ضیاء دیجئے

جیتے جی سب کو یا مصطفےٰ
شہرِ بطحا دکھا دیجئے

آپ کی اپنی محفل ہے یہ
آکے اس کو سجا دیجئے

آخری وقت جب ہو مرا
اسم اپنا پڑھا دیجئے

خاکیؔ خستہ جاں کو شہا
رنج و غم سے چھڑا دیجئے
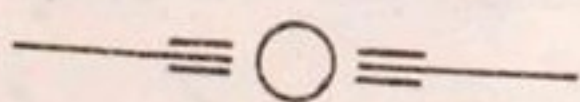
مدینے والے مدینے مجھے بُلائیں گے

بُلا کے در پہ مقدر مِرا جگائیں گے

لبوں پہ ذکرِ نبی ہو گا آنکھ نم ہو گی

خُدا کے فضل سے جب ہم مدینے جائیں گے

قسم خُدا کی سماں کتنا دِل کُشا ہو گا

وہ اپنے دامنِ رحمت میں جب چھُپائیں گے

اِسی اُمید پہ میں نے سجائی ہے محفل
حضور آکے مِرے گھر کو جگمگائیں گے
دُرود پڑھ کے مَیں پہچان جاؤں گا فوراً
مری لحد میں وہ تشریف جب بھی لائیں گے
میں بے عمل ہوں سیاہ کار ہوں مگر پھر بھی
یقین ہے مجھے سرکار بخشوائیں گے
کسی بھی در سے جنھیں کچھ نہ مِل سکا ہو گا
درِ رسُول سے مَن کی مُرادِ پائیں گے
جو کائنات میں رَب کے حبیب ہیں خاؔکی
ہر ایک رنج و اَلم سے وہی بچائیں گے

سرورِ انبیاء کے جو در جائے گا
اپنا دامن مُرادوں سے بھر لائے گا
قُرب جس کو مِلا شاہِ کونین کا
دونوں عالم میں وہ نام کر جائے گا
ہر گھڑی جو کرے گا ثنائے نبی
ہاں وہ فِردوس میں بے خطر جائے گا

اسمِ احمد سے جو بھی عقیدت رکھے
قبر کی مشکلوں سے گزر جائے گا
محفلِ مصطفیٰ کو سجائے گا جو
رُوئے زیبا اُسی کو نظر آئے گا
جب بھی ہوگی نگاہِ کرم آپ کی
شہرِ بطحا کا خاکی سفر پائے گا

شاہِ ہر دوسرا کی آمد ہے۔

سرورِ انبیا کی آمد ہے

پھول مُسکا رہے ہیں گلشن میں

نُور پھیلا رہے ہیں گلشن میں

کیونکہ خیر الوریٰ کی آمد ہے

دُور دنیا کے سارے غم ہونگے

چُور کعبے کے سب صنم ہونگے

سب کے حاجت روا کی آمد ہے

جشن کون و مکاں میں برپا ہے

ذکر دونوں جہاں میں ہوتا ہے

مصطفےٰ مجتبےٰ کی آمد ہے!

جس کے آنے سے نُور پھیلا ہے

بچپنے میں قمر سے کھیلا ہے

ایسے ماہِ لقا کی آمد ہے

وہ جو صادق امینؐ ہے بیشک

ذکر جس کا مبین ہے بیشک

اُس حبیبِ خدا کی آمد ہے

مظہرِ ربُّ العالمیں ہے جو

قلبِ خاکی میں اب مکیں ہے جو

ایسے شاہِ دنیٰ کی آمد ہے۔

سرکارِ مدینہ جب روضے پہ بُلائیں گے
پڑھتے ہوئے نعتیں ہم دربار میں جائیں گے

کیسے نہ ہمیں اُن کی رحمت پہ بھروسہ ہو
طیبہ میں بُلا کر وہ تقدیر جگائیں گے

تکمیلِ محبت کا وہ وقت کب آئے گا
جب آپ کے روضے پر ہم نعت سُنائیں گے

گو لاکھ بُرا ہوں مَیں دُنیا کی لگا ہوں میں
لیکن وہ مجھے اپنے دامَن میں چھُپائیں گے

مَرنے کی تمنا ہے یُوں جلد مجھے لوگو!
مرقد میں حضُور اپنا دیدار کرائیں گے

گُستاخ ہیں جو اُن کے یہ بات ذرا سوچیں
اللہ کو مُنہ اپنا کِس طرح دکھائیں گے

بغداد کے والی سے نسبت ہے تجھے خاکی
تجھ کو بھی یقیناً وہ کملی میں چھُپائیں گے

جب تصور میں مرے شاہِ زمن آتے ہیں
نعت پڑھنے کے لئے لب مرے کھُل جاتے ہیں

صدقۂ شافعِ محشر ہے یہ سارا عالم
رات دن جنّ و بشر آپ کے گُن گاتے ہیں

اس طرف سے کبھی گزرے تھے شہِ کون و مکاں
در و دیوار مدینے کے یہ بتلاتے ہیں

آپ کے نقشِ کفِ پا میں وہ تابانی ہے

دیکھ کر شمس و قمر آج بھی شرماتے ہیں

اُن کے ہوتے ہوئے مشکل نہیں رہتی مشکل

اُن کے صدقے مرے سب کام سنور جاتے ہیں

دُور و نزدیک کے پردوں کی حقیقت کیا ہے

اُن کو جس وقت پکارا ہے وہ آجاتے ہیں

اُن کے دربار سے منسوب ہوں مَیں بھی خاکیؔ

جن کے دربار سے بیمار شفا پاتے ہیں
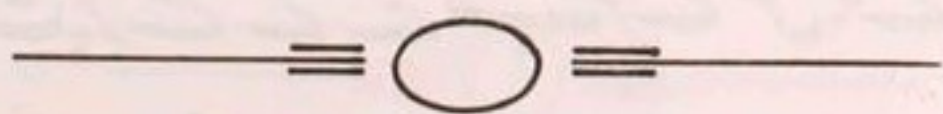
سرورِ سروراں آ گئے
حامئ بے کساں آ گئے
سارا عالم منور ہوا
شاہِ کون و مکاں آ گئے
عرش پر شور تھا ہر طرف
تاجدارِ جہاں آ گئے

یاد اُن کو جہاں بھی کیا
میرے آقا وہاں آ گئے
جھوم کر ہر بشر نے کہا
والیٔ دو جہاں آ گئے
جن کا دستِ کرم سب پہ ہے
ہاں وہی مہرباں آ گئے
جن کی خاطر ہر اِک شے بنی
وہ بشرِ انس و جاں آ گئے
حشر میں خوف خاکی نہیں
شافعِ عاصیاں آ گئے

در سرکار پر جو جا رہے ہیں
وہ اپنے بخت کو چمکا رہے ہیں
سُن اے زائر تو قسمت کا دھنی ہے
تجھے سرکار خود بُلوا رہے ہیں
مدینے میں بُلا کر عاشقوں کو
سُنہری جالیاں دکھلا رہے ہیں

گدائی جب سے طَیبہ کی مِلی ہے
ہم اپنے بخت پر اِترا رہے ہیں

خُدا دیتا ہے اور وہ بانٹتے ہیں
سبھی خیرات اُن سے پا رہے ہیں

فرشتے بزمِ میلادُ النبی پر
خدا کی رحمتیں برسا رہے ہیں

یُونہی جاری رہے گا ذکر اُن کا
زمانے جا رہے ہیں آ رہے ہیں

دیارِ مُصطَفٰے کے سب نظارے
دلِ خاکی میں اُترے جا رہے ہیں

تم پر سدا لاکھوں سلام

یا شہِ کون و مکاں تم پر سدا لاکھوں سلام
اے شفیعِ عاصیاں تم پر سدا لاکھوں سلام

عرشیوں اور فرشیوں کا ہے وظیفہ رات دن
رازدارِ کن فکاں تم پر سدا لاکھوں سلام

آپ ہی کی ذات میں گم ہے یہ ساری کائنات
بھیجتا ہے کُل جہاں تم پر سدا لاکھوں سلام

سنگ ریزے بھی ثناء خواں ہیں تمہارے نام کے
اے شہِ رفعت نشاں تم پر سدا لاکھوں سلام

تاجور بھی آپ کے دربار میں ہیں سر بہ خم
اے رسولِ دو جہاں تم پر سدا لاکھوں سلام

آپ سے اشیائے عالم کی ہے اُلفت دیدنی
بھیجتی ہے کہکشاں تم پر سدا لاکھوں سلام

رحمتِ عالم قبول اس خاکیٔ خستہ کا ہو
پڑھ رہا ہے بے گماں تم پر سدا لاکھوں سلام
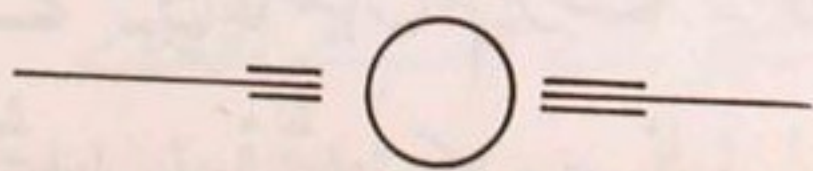
رسولِ اکرم حبیبِ داور تمھیں ہمارا سلام پہنچے
سبھی مدینے کو جا رہے ہیں کبھی تو یہ بھی غلام پہنچے

بہت دنوں سے تڑپ رہا ہوں صبا درِ مصطفےٰ کی خاطر
وہ دن بھی آئے کہ مصطفےٰ کا مری طرف بھی پیام پہنچے

جہاں پہ جبرئیل رُک گئے ہیں وہاں سے آقا کی ابتدا ہے
جہاں کوئی بھی نہ جا سکا ہے وہاں وہ ذی احترام پہنچے

سواری جب تھی پہنچنے والی رسولِ کون و مکاں کی اقصےٰ
ادب سے سارے نبی کھڑے تھے کہ انبیاء کے امام پہنچے

یہ آرزو ہے زمانے بھر کی یہی تمنا ہے دل کی خاکیؔ
لبوں پہ نعتوں کے گُل سجائے دیارِ خیر الانام پہنچے
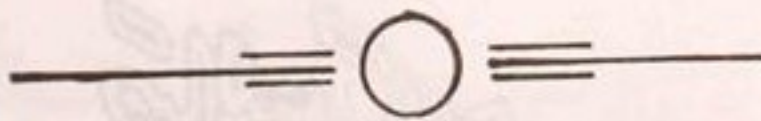
سرورِ دین و دُنیا پہ لاکھوں سلام
دونوں عالم کے آقا پہ لاکھوں سلام

جن کا ثانی ہوا ہے نہ ہوگا کبھی!
ایسے آقائے یکتا پہ لاکھوں سلام

بھیجتا ہے خُدا اور ملائک بھی سب
تاجدارِ مدینہ پہ لاکھوں سلام

جِن کے صدقے میں دُنیا بنائی گئی
ایسے سرکارِ والا پہ لاکھوں سلام

جن کے رطبُ اللساں ہیں زمیں آسماں
اُس رسُولِ یگانہ پہ لاکھوں سلام

بزمِ قوسین جن کے لئے سج گئی
اُن کے رُوئے مُجلّیٰ پہ لاکھوں سلام

جِن کے خادم بنے جبرَئیلِ امیںؑ
تا اَبد ایسے آقا پہ لاکھوں سلام

خاکیؔ بے نوَا تم مُسلسل پڑھو
تاجدارِ مدینہ پہ لاکھوں سلام

شانِ بزرگانِ دین

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

جِس کو گلے لگایا بُزرگانِ دین نے
رَب سے اُسے مِلایا بزرگانِ دین نے
دے کر نبی کا واسطہ آواز جب بھی دی
آفات سے بچایا بزرگانِ دین نے
جِس راہ پر خُدا کا رسول اور خُدا ملے
وہ راستہ دِکھایا بزرگانِ دین نے

اُس شہر پر خدا کی برستی ہیں رحمتیں

جس شہر کو بسایا بزرگانِ دین نے

پیغام جو حبیبِ خُدا نے ہمیں دیا

آگے اُسے بڑھایا بزرگانِ دین نے

بزمِ جہاں سے نفرت و بغض و نفاق کو

کِس شان سے مٹایا بزرگانِ دین نے

اللہ کی اعانت و رحمت کے فیض سے

ظُلمت کدوں کو ڈھایا بزرگانِ دین نے

خاکیؔ میں بے عمل بھی تھا اور بے شعور بھی

مجھ کو بھی جگمگایا بزرگانِ دین نے

رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

غوثُ الاعظم دستگیر اللہ ہی اللہ

سارے ولیوں کے امیر اللہ ہی اللہ

منگتوں کو مختار بنایا چوروں کو ابدال!

سب کی جھولی بھر دیتے ہیں ایسے ہیں لجپال

ہر مشکل آسان بناتے ہیں پیرانِ پیر

مولا علی کے آپ ہیں پیارے ولیوں کے سردار

سب کے سوئے بھاگ جگا دو بغدادی سرکار

ہم پر بھی اِک نظرِ کرم ہو ہم ہیں بڑے دلگیر

ڈوبی ہوئی کشتی کو نکالا جس میں تھی بارات

زندہ کیا مُردوں کو جس نے وہ ہے تمہاری ذات

سارے جہان میں کوئی نہیں ہے، غوث پیا کی نظیر

روزوں کے ایام میں آئے میرے غوثِ پاک

نُور کی کرنیں ساتھ میں لائے میرے غوثِ پاک

اُن کے آجانے سے ٹوٹی کُفر کی ہر زنجیر

جس نے اُن کا نام لیا ہے اس کا بیڑہ پار

جواُن کے ہو جاتے ہیں اُن کا ہے یہ سنسار

آؤ سبھی اُن کے گُن گائیں جاگ اٹھے تقدیر

یہ خاکیؔ منگتا ہے تمہارا دُکھیوں کے غمخوار

اِس کی نیّا پار لگا دو سب کے پالنہار

تم تو سبھی کے حال سے واقف ہو روشن ضمیر

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا شہِ جیلاں کرم کا اِک اشارہ چاہیئے
آپ کی چشمِ عنایت کا سہارا چاہیئے

بعدِ مکہ اور مدینہ آرزو دل کی ہے یہ
آپ کے دربارِ عالی کا نظارہ چاہیئے

اولیاء کی گردنیں ہیں آپ کے زیرِ قدم
تابعِ فرماں ہیں سب بس اِک اشارہ چاہیئے

خواب میں دیکھا تھا بس اِک بار وہ شہرِ جمال
آنکھ کہتی ہے نظارہ پھر دوبارہ چاہیئے

آفتابِ حشر کی گرمی سے بچنے کے لئے
لب پہ ہر دم یا شہِ جیلاں کا نعرہ چاہیئے

المدد یا غوثِ اعظم دستگیری کیجئے
ناؤ ہے میری بھنور میں اب کنارہ چاہیئے

صِدق دل سے آپ کے قدموں پہ خاکیؔ ہے نثار
آپ کے قدموں کا اس کو بھی اُتارا چاہیئے

خواجہ غریب نواز

رحمۃ اللہ علیہ

سب کے حاجت روا غریب نواز

ہر مرض کی شفاء غریب نواز

غم زدوں نے کہا غریب نواز

بے کسوں کی صدا غریب نواز

ہر وہ سائل مُراد پاتا ہے!
جو بھی کہتا ہے یا غریب نواز

تیرے دَر پر جبیں جُھکاتے ہیں
ہند کے اولیاء غریب نواز

جن کا کوئی نہیں زمانے میں
اُن کا ہیں آسرا غریب نواز

ہیں ازل سے سبھی سلاسِل کے
مُرشد و رہنما غریب نواز

خاکِ اجمیر خوب ہے خاکیؔ
چُوم لے کہہ کے یا غریب نواز

حضرت بابا فریدالدینؒ

رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بابا فریدالدین کی کیا شان ہے

آپ ہیں کاملِ ولی اِس پر مرا ایمان ہے

اُس جگہ کی عظمت و رفِعت بیاں کیا ہو بھلا

جاری و ساری جہاں پر آپ کا فیضان ہے

آپ کے دربار سے جس کو پذیرائی مِلی

خوش نصیبی ہے اُسی کی وہ بڑا ذیشان ہے

کوئی خوف و غم نہیں ہوتا ولی اللہ کو
اولیاء کی شان میں اللہ کا فرمان ہے

عرس کے ایّام کی تفصیل کیسے ہو بیاں
ایک عالم آپ کے دربار کا مہمان ہے

ہے لقب گنجِ شکر سارے جہاں میں آپ کا
جو نہیں یہ مانتا وہ خود بڑا ناداں ہے

آپ کی تعریف میں کیسے قلم اُٹھے مرا
منقبت یہ آپ کے اوصاف کا عنوان ہے

ہر برس عرسِ مُبارک میں بُلا لیتے ہیں آپ
خاکیؔ بے کس پہ یہ کتنا بڑا احسان ہے
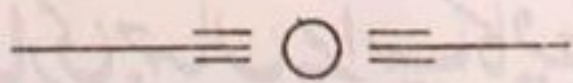
ماہِ صیام

رحمتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
برکتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
ہر پریشان انسان کے واسطے
راحتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
صبح اور شام سب مومنوں کیلئے
نعمتیں لے کے ماہِ صیام آگیا

ہر طرف ہیں تلاوت کی ضو باریاں
آیتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
اُمتِ سرورِ دو جہاں کے لئے
چاہتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
منتشر آدمیت کی دنیاؤں میں
قربتیں لے کے ماہِ صیام آگیا
نعت خواں خاکیؔ بے نوا کے لئے
عزتیں لے کے ماہِ صیام آگیا

خاک ہوں خاکی تخلّص ہے مِرا
مجھ کو بس خاکِ مدینہ چاہیئے